ڈاکٹر عظیم امروہویؒ

29 اپریل 1945 - 10 اکتوبر 2020

غمِ عظیم

اے عظیمؔ ایسے بیاں تو نے کیا صبرِ عظیم
لازمی پائے گا شبیرؑ سے تو اجرِ عظیم
عظیمؔ امروہوی

لوحِ وجود

وجودیت	:	سید عظیم حیدر نقوی
شہرت	:	ڈاکٹر عظیم امروہوی
عرفیت	:	چھمن
عظمت	:	چالیسویں پشت، سرکارِ رسالت حضرت محمد مصطفیٰؐ
نسبت	:	انیسویں پشت، مخدوم حضرت حسین شرف الدین شاہ ولایتؒ
ولدیت	:	سید نور الحسن ابنِ معجز حسن راقم
وراثت	:	سید عبد المجید عرف میر مجا
ولادت	:	16 ر جمادی الاول 1364ھ مطابق 29 ر اپریل 1945
شہرت	:	مرثیہ نگار
تربیت	:	حضرت نسیم امروہوی، حضرت مولانا محمد عبادت کلیم، حضرت فضل نقوی (تلمذ)
شخصیت	:	شاعر، ادیب، دانشور، محقق، مؤرخ
لیاقت	:	ایم. اے.، پی. ایچ ڈی. (اردو)
زوجیت	:	شمیم فاطمہ بنت سید اکرام حسین
ذُریت	:	محمد مہران، محمد افنان، زعیم فاطمہ

ملازمت	:	منیجر، فوڑ کارپوریشن آف انڈیا، حکومتِ ہند
مدت	:	1968ء سے 2005ء
سیاحت	:	متحدہ عرب امارات، شام، عراق، پاکستان
رحلت	:	22رصفر المظفر 1442ھ مطابق 10را کتوبر 2020ء
تربت	:	احاطۂ مسجد ابدال محمد، دربارِ شاہ ولایت، امروہہ
تخلیقات	:	نثر و نظم میں 50 مطبوعہ کتابیں
سکونت	:	محلّہ دربارِ شاہ ولایت، لکڑا، امروہہ، یو. پی. (انڈیا)

ابھی کچھ اور مہلت دے

(یہ نظم جناب عظیم امروہوی صاحب نے اپنے آخری دنوں میں دہلی کے ایک اسپتال کے آئی.سی.یو. میں کہی تھی۔)

میں شیشہ دل ہوں یارب! اور مرا مٹّی کا پیکر ہے
یہ درد و کرب و رنج و غم کا سینے میں سمندر ہے
مگر دل میں مرے مدح و ثنا کا ایک دفتر ہے
وہ قرطاس وقلم کو سونپ دوں، اچھا ہے، بہتر ہے
ابھی کچھ اور مہلت دے، خدارا اور مہلت دے

عقیدت کے ابھی جذبات ٹھنڈے ہو نہیں سکتے
ترے فیض و کرم کے بند، رستے ہو نہیں سکتے
ٹھہرنے کی اجازت دے
ابھی کچھ اور مہلت دے، خدارا اور مہلت دے

ہے قحط حرف ونوا کا اور زباں غیبت زدہ ہوں میں
مرے قدموں میں لغزش بھی رہی ہے جانتا ہوں میں
تو عاصی کو شفاعت دے
ابھی کچھ اور مہلت دے، خدارا اور مہلت دے

بنائی زندگی دشوار، خود ہم نے، جو تھی آساں
یہ مانا کج عمل انسان میں ہیں سیکڑوں کمیاں
بڑا ارحم ہے رحمت دے
ابھی کچھ اور مہلت دے، خدارا اور مہلت دے

ترے محبوبؐ اور اس کی آلؑ سے دل سیر ہی کب ہے
سمندر روشنائی دے، قلم پیڑوں کا بن جائے
انھیں اذنِ مسافت دے
ابھی کچھ اور مہلت دے، خدارا اور مہلت دے

ابھی میرے قلم سے ہونا کچھ تحریر باقی ہے
ابھی اس کائناتِ عشق کی تسخیر باقی ہے
اسے کرنے کی قوت دے
ابھی کچھ اور مہلت دے، خدارا اور مہلت دے

ابھی پروردگارا حمد میں نے کی ہے کتنی سی
سویرے چہچہا کر کرتی ہے چڑیا، جو ننّی سی
میں اشرف ہوں تو سبقت دے
ابھی کچھ اور مہلت دے، خدارا اور مہلت دے

مرے معبود تو نے مجھ کو بخشی ہے وہ پیشانی
کہ جس میں خواہش سجدہ کی افراط و فراوانی
ادا کرنے کی طاقت دے
ابھی کچھ اور مہلت دے، خدارا اور مہلت دے

دعائیں مانگنے کا حکم جب انساں کو بھیجا ہے
خلوصِ دل ہو، جائز ہوں تو پوری ہوں یہ وعدہ ہے
وہی سچّی عقیدت دے
ابھی کچھ اور مہلت دے، خدارا اور مہلت دے

کرم تیرا کہ ہر اعزاز سے مجھ کو نوازا ہے
ہے جو کچھ پاس میرے وہ ترے در سے ہی پایا ہے
بڑا منعم ہے نعمت دے
ابھی کچھ اور مہلت دے، خدارا اور مہلت دے

میں جو کچھ مانگتا ہوں وقت، یہ انساں کی فطرت ہے
کہ اس خواہش کو جھٹلانا کہاں کی آدمیت ہے
صداقت کی حرارت دے
ابھی کچھ اور مہلت دے، خدارا اور مہلت دے

ترے دربار میں اک روز حاضر مجھ کو ہونا ہے
یہ بسترِ خاک کا ہے، اس پہ کتنے روز سونا ہے؟
فقط کچھ دن اجازت دے
ابھی کچھ اور مہلت دے، خدارا اور مہلت دے

میں پیوندِ زمیں ہونے کو تو تیار بیٹھا ہوں
بجز نعت و مراثی کام کیا، بیکار بیٹھا ہوں
نہ فرصت ہے، نہ فرصت دے
ابھی کچھ اور مہلت دے، خدارا اور مہلت دے

عظیمؔ ناتواں کو زیست کے لمحات کا تحفہ
محمدؐ کا ملے صدقہ، اور اہلبیتؑ کا صدقہ
تو جینے کی بشارت دے
ابھی کچھ اور مہلت دے، خدارا اور مہلت دے
ابھی کچھ اور مہلت دے

عظیم امروہوی
09.09.2020

عظیم امروہوی، آغوش مادر سے خاک کی چادر تک

(ایک مختصر سوانح)

زندگی نہ تو صرف 'عناصر میں ظہور ترتیب' کا نام ہے، اور نہ ہی موت کا انحصار 'اجزاء کے پریشاں ہونے' پر ہے۔ یہ الگ بات کہ مشہور شاعر برج نارائن چکبست نے اپنے ایک شعر میں زندگی اور موت کے تعلق سے یہی نظریہ پیش کیا ہے۔ زندگی اور موت کا زیادہ جامع و بامعنی تصور وہ ہے جسے ساحر لدھیانوی نے اپنی ایک نظم میں اس طرح پیش کیا ہے کہ،

جسم کی موت کوئی موت نہیں ہوتی ہے
جسم مٹ جانے سے انسان نہیں مر جاتے
دھڑکنیں رکنے سے ارمان نہیں مر جاتے
سانس رک جانے سے اعلان نہیں مر جاتے

لیکن قرآن کریم نے زندگی کا ایک الگ ہی تصور پیش کیا اور سورہ آل عمران کی آیت ۱۶۹ میں کہا کہ ''جو لوگ خدا کی راہ میں شہید ہو گئے ان کو مردہ نہ سمجھنا، بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کی طرف سے رزق پاتے ہیں۔'' قرآن کے اس تصور کا ایک اہم پہلو حدیثِ رسولؐ میں اس طرح پیش کیا گیا کہ ''علماء کے قلم کی روشنائی شہیدوں کے خون سے افضل ہے۔'' لیکن ان علماء میں بھی انھیں فضیلت حاصل ہے

جو اپنے قلمی جہاد سے رسول ﷺ اور آل رسول کے افکار و نظریات کی ترویج واشاعت کا گرانقدر فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ڈاکٹر عظیم امروہوی نے رثائی ادب کی تحقیق وتخلیق اوراس کے ذریعہ حسینی مشن کی تبلیغ کے میدان میں جوخدمات انجام دی ہیں وہ اسی زمرے میں شامل ہیں۔

عظیم امروہوی نے جس شہراور جس گھر میں آنکھیں کھولیں اس میں ذکر رسول ﷺ اور آل رسول عبادتوں میں شامل تھا اور اب بھی ہے۔عظیم امروہوی کی پیدائش ان کے جد سید عبدالمجید عرف میر مجا کے نام پر آباد محلّہ مجاپوتہ میں ۱۶ جمادی الاوّل ۱۳۶۴ ہجری مطابق ۲۹ اپریل ۱۹۴۵ کو ہوئی۔ان کے دادا سید مجز حسن نقوی راقم عاشق اہلبیت تھے۔جنھوں نے اپنی اہلیہ مسماۃ میمونہ خاتون کے نام پر محلّہ مجاپوتہ میں عزاخانہ تعمیر کرایا۔عظیم امروہوی کے والد سید نورالحسن نقوی ایک دیندار اور مومن صفت انسان تھے اور علم وادب کے دلدادہ تھے۔والدہ سیدہ رضیہ بانو بھی اعلیٰ انسانی صفات کی حامل مومنہ تھیں۔یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ رضیہ بانو کا تعلق نہ صرف یہ کہ اعلیٰ علمی وادبی خوبیوں کے حامل خانوادے سے تھا بلکہ اس خاندان میں تعلیم نسواں کو بھی خاص اہمیت حاصل تھی۔یہی سبب ہے کہ جس وقت ہندوستانی خواتین میں تعلیم اور خصوصاً انگریزی تعلیم کا تصور عام نہ تھا اس وقت ان کے والد اختر حسین یعنی عظیم امروہوی کے نانا نے اپنی کانپور رہائش کے دوران اپنی اکلوتی بیٹی کی انگریزی تعلیم کے لیے ایک انگریز خاتون کی خدمات حاصل کیں۔انگریزی تعلیم کے شانہ بشانہ رضیہ خاتون کی اپنے وقت کے عام رواج کے مطابق مذہبی تعلیم بھی ہوئی۔

فرات! تیری طرف سے ہوا جو آتی ہے
کسی کی پیاس کی خوشبو بہت ستاتی ہے

اس مذہبی تعلیم نے جہاں ایک طرف رضیہ بانو کے مزاج اور اطوار میں روحانیت و پاکیزگی پیدا کی وہیں دوسری طرف افکار رسول وآل رسول کی تبلیغ کو انھوں نے اپنا مشن بناتے ہوئے ذاکری بھی شروع کر دی۔ کتاب دیکھ کر ذاکری کرنے والی خواتین تو اس دور میں بھی کئی تھیں لیکن رضیہ بانو نے بغیر کتاب کے ذاکری کر کے اپنی انفرادیت ثابت کی۔ بہرحال اعلیٰ تعلیم یافتہ اور دینی و روحانی جذبوں سے سرشار والدین کے سائے میں عظیم امروہوی کی پرورش شروع ہوئی، لیکن ابھی ان کی عمر صرف دو سال اور چند ماہ کی ہی تھی کہ وہ اپنی ماں کے قدموں کی جنّت سے محروم ہو گئے۔ اتنی کم عمری میں والدہ کے انتقال کے بعد عظیم امروہوی کی پرورش اور تربیت ایک بڑا مسئلہ تھی، لیکن یہاں آگے بڑھ کر ان کی نانی سفینہ خاتون نے اپنی اکلوتی بیٹی کی آخری نشانی کو سہارا دیا اور نواسے کی پرورش کا بار اپنے کاندھوں پر لے لیا۔ سفینہ خاتون حالانکہ اس وقت بیوا ہو چکی تھیں لیکن ان کے چاروں لائق و فائق بیٹوں نے بھی اپنی چہیتی اور چھوٹی بہن کی نشانی کی پرورش و پرداخت میں اپنی ماں کے فیصلے پر دل و جان سے لبیک کہا۔ اس طرح عظیم امروہوی کا شعور کی آنکھیں کھولنے کا سفر محلّہ دربار شاہ ولایت، لکڑہ میں ان کے ننیہال کی اس گلی سے شروع ہوا جس نے دنیائے علم و ادب کو کئی عالمی شہرت یافتہ اور گرانقدر شخصیات دی ہیں اور جس میں مصحفی، داغ دہلوی، اصغر گونڈوی، جگر مرادآبادی اور ڈپٹی نذیر احمد کا آنا بھی ہوا۔ مشہور ومعروف فلمساز اور ہدایت کار کمال امروہوی،، شاعری میں صحافت کرنے والے مشہور قطعہ گو، ادیب ومفکّر رئیس امروہوی، نئی نسل کو اپنے منفرد لہجے کے اشعار سے

> وہ اس سے پہلے ہی امداد کو چلا گھر سے
> خدا کا دین تھا، اس کو پکارنے والا

دیوانہ بنادینے والے اعلیٰ پائے کے شاعر اور انشائیہ نگار جون ایلیا، جنگ جیسے دنیا کے سب سے بڑے اور کثیر الاشاعت اخبار کے مدیر رہے صحافی اور منطق و فلسفہ پر کئی کتابوں کے مصنف سید محمد تقی جیسی عظیم شخصیات نے اسی گلی میں آنکھیں کھولیں۔ یہ تمام مشہور و معروف شخصیات عظیم امروہوی کے ننیہالی قرابت داروں میں شامل تھیں اور عظیم امروہوی کو اپنے بچپن میں ان سب کا پیار ملا۔ جون ایلیا نے تو اپنے اس عزیز بھانجے کو ایک مضمون میں رثائی شاعری کے حوالے سے اپنی گلی کا بائرن بتایا ہے۔ اقبال مہدی جیسے مشہور مصور کا بھی اسی گلی سے تعلق تھا اور وہ عظیم امروہوی کے بچپن کے دوست تھے۔ کمال امروہی کے دونوں بیٹے شاندار کمال (مرحوم) اور تاجدار کمال بھی عظیم امروہوی کے بے تکلف دوست تھے۔ قائم امروہوی جیسے اپنے دور کے بڑے منقبت نگار بھی اسی گلی کے فرزند اور عظیم امروہوی کے رشتے میں ماموں تھے۔ اس ادبی پس منظر میں عظیم امروہوی کی نانی نے اپنے جان سے پیارے نواسے کی بہترین پرورش اور تربیت میں کوئی کمی کبھی نہ آنے دی۔ اس کا اعتراف خود عظیم امروہوی نے اپنے اس شعر میں کیا ہے۔

پرانے قصّے سنا کر سلایا کرتی تھیں
مرا شعور وہ نانی جگایا کرتی تھیں

دوسری طرف ان کے چاروں عالم و فاضل ماموؤں نے بھی وہ تمام اعلیٰ انسانی، اخلاقی، علمی، ادبی و مذہبی قدریں اپنے عزیز تر بھانجے کو عطا کیں جن کے سبب وہ دنیائے علم و ادب کے لیے عظیم امروہوی بن گئے اور عمر کے آخری حصّے تک

خدا کے دین کا بن کے وقار بولتا ہے
سناں کی نوک پہ جب ذمہ دار بولتا ہے

رسول ﷺ واہلبیت کے مشن کو اپنا محور و مقصد بنا کر سرگرم عمل رہے۔ عظیم امروہوی کے بڑے ماموں سید الطاف حسین کوثری کے ماہر لسانیات ہونے کا لوہا جون ایلیا نے بھی مانا ہے۔ الطاف حسین کوثری انگریزی، عربی، فارسی اور عبرانی سمیت کئی زبانوں کے عالم تھے۔ دوسرے ماموں ممتاز احمد جن کا عظیم امروہوی کی پرورش میں زیادہ اہم و قابلِ ذکر رول رہا وہ بھی عربی، فارسی وانگریزی پر عبور رکھتے تھے۔ اپنے وقت کے بڑے عالم دین مولانا و مجتہد سید محمد ذکی اور جدید مرثیے کے بانیوں میں شامل نسیم امروہوی ممتاز احمد کے حلقہ یاراں میں شامل تھے۔ عظیم امروہوی کو نسیم امروہوی سے مرثیہ گوئی میں شرف تلمذ بھی حاصل رہا۔ عظیم امروہوی کے تیسرے ماموں علی مہدی نقوی بھی انگریزی وفارسی پر دسترس رکھنے کے ساتھ ماہر قانون، وکیل اور مسلم لاء میں خصوصی مہارت رکھتے تھے۔ سب سے چھوٹے ماموں امیر کاظم نقوی بھی اسی علمی معیار کی شخصیت تھے۔ ان تمام ماموؤں نے عظیم امروہوی کی ہر طرح سرپرستی اور تربیت میں حصّہ لیا۔ 1956ء میں جب عظیم امروہوی کی عمر صرف 11 سال کی تھی، وہ اپنی نانی کے ساتھ زیارات کے ایران وعراق کے سفر پر بھی گئے۔ اس کے علاوہ 7 مرتبہ عمرہ اور ایک مرتبہ اپنی اہلیہ کے ساتھ حج کا شرف بھی انھیں حاصل ہوا۔ عظیم امروہوی کے ماموں ممتاز احمد جب لکھنؤ میں اپنے کاروبار کے سلسلے میں قیام پذیر تھے تو انھیں تعلیم کی غرض سے ان کے ساتھ رہنے کا زیادہ موقع ملا۔ لکھنؤ کے اس دور کے کئی بڑے ادیب وشعرا کی صحبت بھی انھیں میسّر رہی۔ ان' میں مہذب الغات' جیسی ضخیم لغت کے مولف میر مہذب لکھنوی اور حسینی شاعر کے نام سے مشہور فضل لکھنوی جیسی

رنگ و نور ورامش ہے آب وتاب وتابش ہے
دین تیرے چہرے پر کس کی یہ نوازش ہے

نامور شخصیات بھی شامل تھیں۔فضل لکھنوی سے تو عظیم امروہوی کو اپنی منقبت گوئی کے ابتدائی دور میں شرف تلمذ بھی حاصل رہا۔بعد میں امروہہ رہائش کے دوران وہ اپنے وقت کے جیّد عالم دین مولانا محمد عبادت صاحب کلیم امروہوی کے حلقہ تلامذہ میں بھی شامل رہے۔بہرحال لکھنؤ سے ہی انھوں نے کامرس میں گریجویشن کیا اور کچھ عرصہ بعد فوڈ کارپوریشن آف انڈیا میں ایک مناسب عہدے پر فائز ہو گئے، جہاں سے سن ۲۰۰۵ میں بطور اکاؤنٹس مینیجر ریٹائر ہوئے۔عظیم امروہوی کی شادی سید اکرام حسین نقوی (جو رشتے میں ان کے نانا بھی تھے) کی صاحبزادی شمیم فاطمہ سے ہوئی۔جن سے ایک بیٹی زعیم فاطمہ فرزدق ہند شمیم امروہوی کے پرپوتے سید تقی رضا سے منسوب ہوئیں۔تقی رضا عالمی سطح کے ویڈیوگرافر ہیں اور آئی پی ایل سمیت کھیلوں کی دنیا کی کئی بڑی ایونٹس میں وہ اپنے اس فن کے جوہر دکھاتے رہتے ہیں۔ان کے دو بیٹوں میں سے بڑے بیٹے مہران امروہوی کی شادی محلّہ گذری، امروہہ میں ڈاکٹر شرف مرحوم کی پرپوتی سکینہ کمال سے ہوئی ہے جو ماشا اللہ اعلیٰ یافتہ ہیں ۔جس سے ایک بیٹی ساز فاطمہ ہے۔مہران امروہوی ایک ابھرتے ہوئے غزل گو شاعر ہونے کے ساتھ فلم صنعت میں ہدایت کاری اور اسکرپٹ رائیٹنگ سے وابستہ ہیں۔ چھوٹے بیٹے افنان امروہوی بھی ٹی وی کے لیے یہی کام کر رہے ہیں اور ان کی شادی امروہہ کے ہی محلّہ بگلہ میں حکیم مولوی سید مصطفیٰ مرحوم کی پرپوتی زرّین سیدہ نقوی سے ہوئی اور وہ بھی ماشاللہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔افنان ایک بیٹی تجلّی سیدہ کے باپ ہیں۔ان کے دونوں ہی بیٹے ممبئ میں رہائش پذیر ہیں۔ملازمت سے سبکدوشی کے بعد عظیم امروہوی چند برس

دلّی میں اور پھر کچھ عرصہ اپنے لائق و خدمت گزار بیٹوں کے ساتھ ممبئی بھی رہے، لیکن سرزمین امروہہ سے اور امروہہ کے علمی، ادبی و سماجی ماحول سے زیادہ دن دور نہ رہ پانے کے سبب امروہہ کے دربار شاہ ولایت (لکڑہ) میں اپنے گھر منتقل ہو گئے۔ حالانکہ بیٹوں کے اصرار پر کئی ماہ ممبئی میں بھی گزارتے رہے۔

بہرحال گذشتہ ستمبر میں ان کی کورونا ٹیسٹ رپورٹ مثبت آنے کے بعد انھیں ان کے بیٹے دلّی لے گئے جہاں تقریباً چار ہفتے کے بعد وہ صحت یاب ہو کر مزید آرام کے لیے دلّی میں تھے کہ اچانک ۱۰؍اکتوبر کی دوپہر طبیعت بگڑنے پر انھیں ایسکورٹ اسپتال لے جایا گیا جہاں ڈاکٹروں نے دل کا دورہ پڑنے کے نتیجے میں ان کی موت کا اعلان کر دیا۔ اسی دن ان کے جسد خاکی کو امروہہ لایا گیا جہاں ان کے ننیہالی جد عبدال محمد کے نام سے منسوب مسجد سے ملحقہ قبرستان میں شاگرد میر تقی میر شاہ عبدالرسول کی قبر کے قریب ہی شب میں تقریباً ۱۱ بجے ان کی تدفین عمل میں آئی۔

عظیم امروہوی کی شخصیت جتنی ہمہ جہت اور پہلودار تھی اس پر کسی ایک مختصر مضمون میں بات کو سمیٹنا ممکن نہیں۔ وہ ایک بڑے شاعر خصوصاً رثائی ادب کے شاعر کے طور پر زیادہ مشہور ہوئے۔ ان کا پہلا مجموعہ کلام ''حدیث غم'' جو سلام و نوحوں پر مشتمل ہے، ۱۹۷۲ میں شائع ہوا۔ انھوں نے مرثیے، حمد، نعت اور سلام لکھے۔ اردو و دیگر زبانوں کی مختلف اصناف سخن مثلاً گیت، دوہے، ہائیکو، ترائیلے، لوریاں اور آزاد نظموں میں بھی رثائی شاعری کر کے اپنی طبیعت کی جدّت پسندی کا ثبوت دیا۔ مرثیہ نگاری میں جدید مرثیہ گو کے طور پر اپنی الگ پہچان قائم کی، لیکن ان کا اتنا ہی بڑا بلکہ شاید اس سے بھی بڑا کارنامہ یہ ہے کہ رثائی تحقیق کی بنجر زمین کی بھی انھوں نے اپنے

خدا کا نام نبیؐ کا پیام اس سے ہے
نماز تھا کہیں قرآن کی وہ سورت تھا

تحقیقی کارناموں سے آبیاری کی۔انھوں نے امروہہ کے ایسے بہت سے شعرا کو ادبی دنیا سے متعارف کرایا کہ جن سے باقی دنیا تو کیا خود ان شعراء کے اہل خانہ تک واقف نہ تھے۔مرثیہ نگاران امروہہ،قصیدہ نگاران امروہہ سمیت ان کی کئی تحقیقی کاوشیں اس کا ثبوت ہیں جو اپنے آپ میں مکمل تحقیقی مقالے کی حیثیت رکھتی ہیں۔حالانکہ ان کا پی ایچ ڈی سے متعلق تحقیقی مقالہ شمیم امروہوی کی مرثیہ نگاری پر ہے،اور اس میں شک نہیں کہ اس مقالے کے ذریعہ انھوں شمیم امروہوی جیسے عظیم مرثیہ نگار کو نئی زندگی دی ہے۔''اُردو صحافت میں امروہہ کا حصہ'' کے عنوان سے ان کی ایک کتاب چند ماہ قبل شائع ہوئی ہے۔اس کے علاوہ نسیم امروہوی کے ۱۶ر غیر مطبوعہ مراثی سمیت کل ۲۹ر مراثی انھوں نسیم امروہوی میموریل سوسائٹی کناڈا کے تعاون سے حال ہی میں شائع کیے تھے۔

عظیم امروہوی کا ایک اور کارنامہ امروہہ میں نئی نسل کو رثائی ادب کی تخلیق کی طرف مائل کرنا اور ان کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔اسی کا نتیجہ ہے کہ آبادی کے اعتبار سے چھوٹی اس بستی میں رثائی ادب کی پرورش ان بڑے شہروں سے زیادہ ہو رہی ہے کہ جنھیں اردو شاعری اور ادب کا اسکول ہونے پر فخر ہے۔امروہہ میں اس وقت نہ صرف یہ کہ شعراء کی ایک بڑی تعداد منقبت گوئی کے میدان میں ہے بلکہ عصر حاضر کے شعرا کے ذریعہ درماندہ بنادی گئی مرثیہ جیسی صنف سخن کو بھی امروہہ کے کئی اہم شاعر پروان چڑھانے میں مصروف ہیں۔عظیم امروہوی ایک اچھے اور کامیاب ناظم محفل بھی تھے۔محلّہ مجاپوتہ میں حسین ڈے اور محلّہ دربار شاہ ولایت،لکڑہ میں یوم عبّاس کی محفلوں کی کئی دہائی تک انھوں نے کامیاب نظامت کی۔اس کے علاوہ شہر و بیرون شہر کی بہت

سی بڑی محفلوں میں لاتعداد بار شرکت بھی کی ہے۔ مجالس عزا کے منبروں پر تحت الفظ پڑھنے میں بھی انھوں نے کامیابی کے ریکارڈ قائم کیے۔ محلّہ بگلا میں دو محرم کو ہونے والی مجلس عزا اس بات کا ثبوت ہے، جس میں وہ تقریباً نصف صدی سے مرثیے پیش کر رہے تھے۔ ان کی ادبی خدمات کا اعتراف اتر پردیش اردو اکیڈمی اور دلّی اردو اکیڈمی نے انھیں کئی کتابوں پر انعام سے نواز کر کیا۔ صابق صدر جمہوریہ گیانی ذیل سنگھ کے ہاتھوں بھی وہ اعزاز سے سرافراز کیے گئے تھے اور گذشتہ برس ہی بین الاقوامی امام علی کانفرنس کے موقعہ پر دلّی میں انھیں رثائی ادب میں گرانقدر خدمات کے اعتراف میں سفینہ ٹرسٹ کی جانب سے ''سفینہ ادبی ایوارڈ'' سے نوازا گیا تھا۔ یہ اعزاز انھیں ایران کی سپریم پالیسی ساز کونسل کے اہم رکن آیت اللہ ارا کی کے ذریعہ اور سفینہ ٹرسٹ کے بانی علاّمہ عقیل الغروی کی ایما پر پیش کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ بھی انھیں مختلف مواقع پر انعامات و اعزازات سے نوازا جاتا رہا۔

عظیم امروہوی کی شخصیت کے مذکورہ تمام کامیاب پہلوؤں کا تعلق ان کی سماجی اور ادبی زندگی سے ہے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ ایک کامیاب شاعر، ادیب، محقق یا ادب پرور شخص اپنی ذاتی اور گھریلو زندگی میں بھی کامیاب ہو۔ ادب اور شاعری کے ایسے بے شمار بڑے نام ہیں کہ جو اپنے گھر یا خاندان کے لیے ایک اچھے انسان ثابت نہیں ہوئے اور اپنی ذمہ داریوں سے اپنی ادبی مصروفیات کے بہانے راہ فرار اختیار کرتے رہے۔ عظیم امروہوی کی شخصیت کا یہ پہلو بے حد قابل قدر ہے کہ وہ ایک وفادار اور ذمہ دار شوہر، ایک مشفق اور مثالی باپ اور اپنے ہر عزیز کے لیے خوش اخلاق اور منکسر مزاج قرابت دار بھی تھے۔ اپنے بچّوں کے لیے پپّا، اپنے بہن بھائیوں کے

لیے بھائی جان یا بھائی صاحب اور دیگر بہت سے عزیزو اقارب کے لیے چھمّن بھائی یا صرف چھمّن کے طور پر ان کی شخصیت باہری دنیا سے بالکل مختلف تھی۔خاندان کی تقریبات و دیگر اہم مواقع پر ان کے مشورے اور عملی تعاون پروگرام کی کامیابی کی ضمانت ہوتے تھے۔ان کا یہ تعاون تقریبات کے صرف انتظامی پہلو تک ہی محدود نہیں ہوتا تھا بلکہ گھریلو تقریبات اور محفلوں کو زعفران زار بنانے میں بھی ان کا ثانی نہ تھا۔بذلہ سنجی، برجستگی، بے ساختگی ،ظرافت اور حس مزاح ان کی شخصیت میں کوٹ کوٹ کر بھرے تھے۔وہ ایک بہترین داستان گو کی طرح واقعات کو بیان کرنے کا فن جانتے تھے۔ان کے اس مزاج نے گھر اور خاندان میں بچّوں سے لیکر بزرگوں تک میں انھیں مقبول بنادیا تھا۔جس طرح محفلوں اور مشاعروں کے سامعین انھیں ہمہ تن گوش ہو کر سنتے تھے،اسی طرح گھریلو محفلوں میں ہر عمر کے افراد ان کی شگفتہ مزاجی سے محظوظ ہوتے تھے۔افسوس کہ ان کی موت نے گھریلو محفلوں سے لیکر منقبت کی محفلوں اور مجالس عزا تک میں ایک ایسا خلاء پیدا کر دیا ہے کہ جسے طویل عرصے تک پر کرنا مشکل ہے۔لیکن جیسا کہ ساحر لدھیانوی نے کہا تھا کہ 'جسم کی موت کوئی موت نہیں ہوتی ہے' عظیم امروہوی کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے۔ان کے علمی و ادبی کار ہائے نمایاں اور ان کی پہلو دار و ہر دل عزیز شخصیت نہ صرف اہل امروہہ بلکہ دنیا بھر میں ان کے چاہنے والوں کے دلوں میں انھیں ہمیشہ زندہ رکھیگی۔میں اس مشہور دعائیہ مصرعے سے اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ،''آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے''۔
(سراج نقوی)

عظیم امروہوی
عکس در عکس

1956

1960

1963

1966
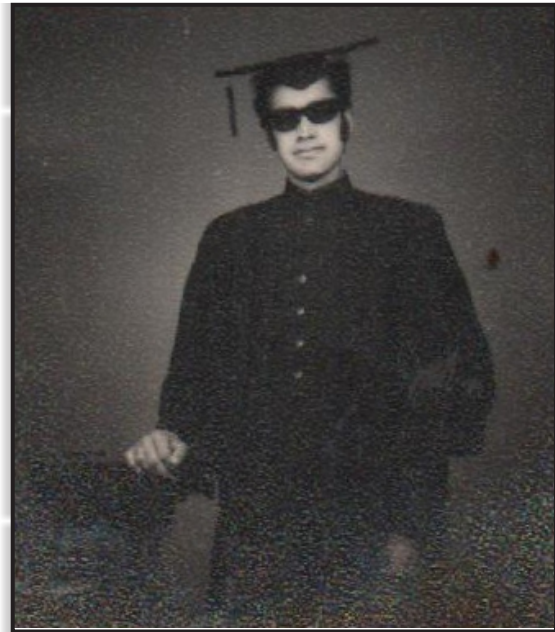
1970
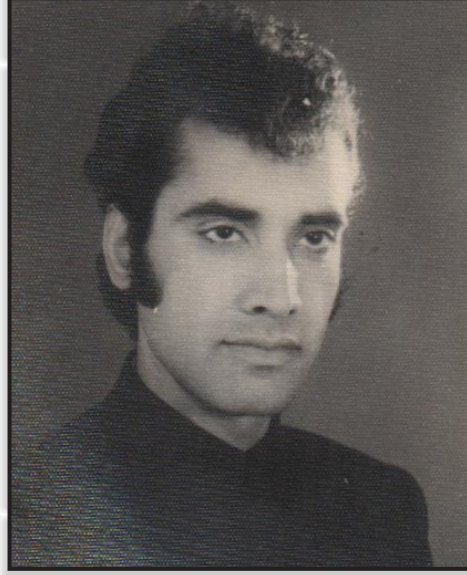
1974

امروہہ کے محلّہ بگلہ کے عزاخانے میں 2 محرم کی مجلس، جس مجلس میں عظیم امروہوی صاحب نے 49 سال تک تحت اللفظ خوانی کی، مگر اس سال (2020) کرونا میں لاک ڈاون کی وجہ سے وہ مجلس میں شرکت نہ کرسکے

1978

19نومبر 1978 میں شادی کے موقع پر گھر کے بزرگوں اور بچوں کے ساتھ

1979
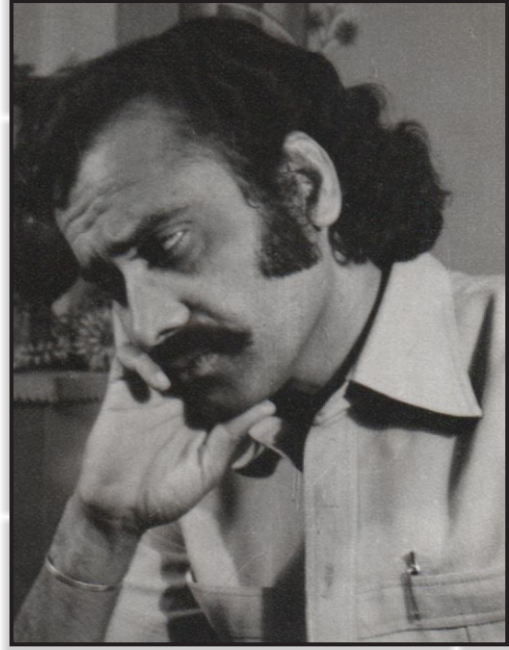
1980

اپنی اہلیہ شمیم فاطمہ اور بیٹی زعیم فاطمہ کے ساتھ
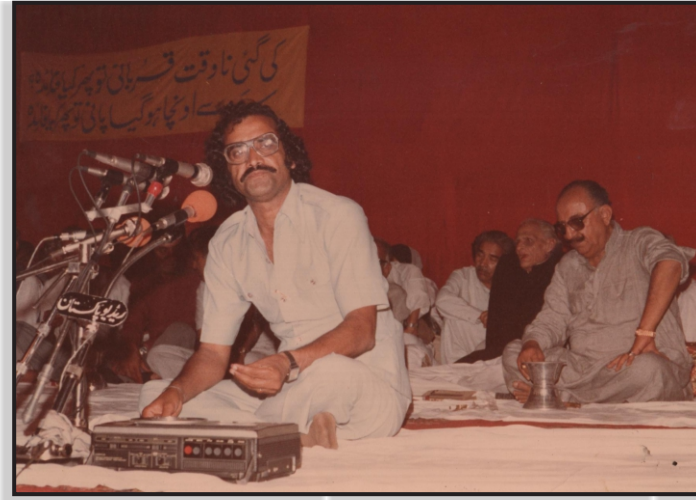
1982

کراچی (پاکستان) میں عالمی مشاعرے کے موقع پر

1985

امروہہ کے محلّہ مجاپوتہ میں محفل 'حُسین ڈے' کی نظامت کرتے ہوئے۔
عظیم امروہوی نے 50 سال تک اس محفل کی نظامت اور کنوینر شپ کے فرائض انجام دئے۔

1986

اپنے استاد محترم علامہ نسیم امروہوی کے ساتھ

1990

اپنے گھر میں جون ایلیا اور اہلِ خانہ کے ساتھ

1993

نینی تال میں اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ

1994

"میر تقی میر" ایوارڈ سے نوازے جانے کے بعد
سابق صدر جمہوریہ گیانی ذیل سنگھ اور سابق مرکزی وزیر محترمہ گرجا ویاس کے ساتھ

2000

سابق وزیر اعظم وی پی سنگھ کے ساتھ

2008

اردو اکیڈمی دہلی کی جانب سے لال قلعہ پر منعقد جشنِ جمہوریت کے مشاعرے
میں کلام پیش کرتے ہوئے
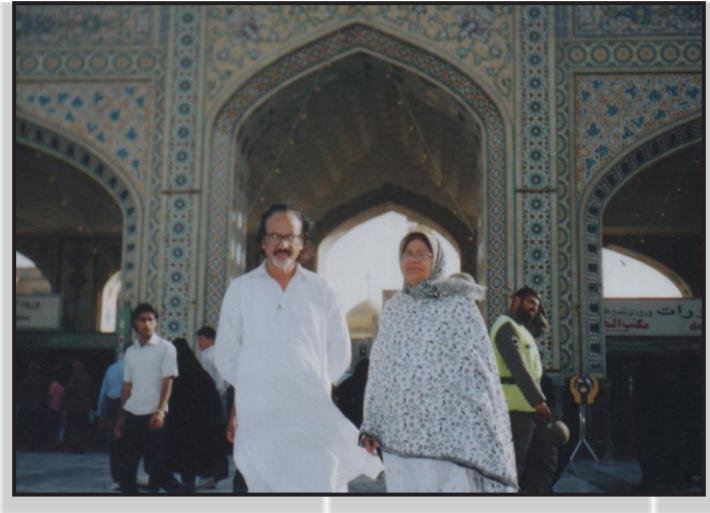
2009

ایران دورے کے موقع پر اپنی اہلیہ کے ساتھ

2012

اپنے برادران کے ساتھ

2013

برادرانِ نسبتی و ہم زلف (دائیں طرف آخر میں) کے ساتھ

2018

اپنی اہلیہ، بیٹی، داماد اور نواسی نواسے کے ساتھ

2020

اپنی اہلیہ، دونوں بیٹوں، بہوؤں و پوتیوں کے ساتھ

عظیم امروہوی

مشاہیر کی نظر میں

☆ جہاں تک عظیمؔ صاحب کی شاعری کا تعلق ہے اسے میں نے بے عیب پایا ہے جو وہ کہنا چاہتے ہیں کہہ گذرتے ہیں اور کہتے بھی خوبی کے ساتھ ہیں۔ ایک نوجوان شاعر کے لیے قلیل عرصے میں اس طرح کی پختگی حاصل کر لینا یقیناً لائق ستائش ہے۔

(کنور مہندر سنگھ بیدی سحرؔ دہلی ۱۹۷۳ء)

☆ عظیمؔ ایک جواں فکر، جواں حوصلہ، تیز طبع اور المعی قسم کے نوجوان ہیں۔ ان کی پرورش زیادہ تر اپنے ننہیال کے علمی ماحول میں ہوئی جہاں ہر فرد کم از کم گریجویٹ ضرور ہے۔ ان کی تمام تر نظموں میں اسلوب جدید کی جھلک ہے۔ اللہ نے طبع سلیم عطا فرمائی ہے اور دماغ کو وہ صلاحیتیں بخشی ہیں جن کو محسوس کر کے ہٰذا من فضل ربی کے علاوہ کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

(مولانا سید محمد عبادت کلیمؔ امام جمعہ امروہہ ۱۹۷۳ء)

☆ عظیمؔ امروہوی خوش سیرت، خوش خلق اور ہونہار نوجوان ہیں وہ سادات نقوی کے چمن کا مہکتا ہوا پھول ہیں۔ عظیمؔ نے علم کے گہوارے میں پرورش

مرا یہ عزم کہ مر کر بھی میں رہوں زندہ
اسے یہ ضد کہ ہر اک حال میں مٹانا ہے

پائی اور آغوش ادب کے ایسے ماحول میں آنکھیں کھولیں جس میں محبت اہلبیتؑ دلوں میں گھر بنائے ہوئے ہے۔

(فضل نقوی لکھنوی ۱۹۷۳ء)

☆ حُسینیت کے آفاق گیر محرکات اور انسانیت نواز اثرات پر نظر رکھ کر رثائی ادب کو عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے میں یقیناً عظیم امروہوی کامیاب ہیں۔

(پدم شری علی جواد زیدی ۱۹۷۴ء)

☆ جدید مرثیہ نگاروں میں قدر اول کی اہمیت نوجوان شاعر عظیم امروہوی کو حاصل ہے۔ عظیم امروہوی کی عمرِ شاعری زیادہ نہیں ہے لیکن اس کم عرصے میں ہی اس جواں فکر شاعر نے صنف مرثیہ میں جو اضافے کئے ہیں ان کو دیکھ کر مسرت بھی ہوتی ہے اور حیرت بھی۔

(رئیس امروہوی کراچی ۱۹۷۵ء)

☆ عظیم امروہوی کے مراثی دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ نہ صرف امروہہ بلکہ ہندوستان میں مرثیہ ایک نئی زندگی حاصل کرے گا۔

مدحِ نبیؐ و آلِ نبیؐ کی تمام عمر
پھر بھی بجھی عظیم نہ مدح و ثنا کی پیاس

امروہے سے شاعر جو عظیمؔ آیا ہے
دامن میں لئے ذوق سلیم آیا ہے
اعظم ہوگا یہ اے کراچی اک روز
لاہور سے ملنے کو نسیمؔ آیا ہے

(نسیمؔ امروہوی لاہور ۱۹۸۲ء)

☆ مرثیہ نگاران امروہہ (مصنف عظیمؔ امروہوی) ۶۶۴ صفحات کی کتاب کو دیکھ کر میں عظیمؔ امروہوی کی محنت اور لگن سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور دل ہی دل میں ان کی تعریف کرتا رہا۔ عظیمؔ امروہوی کا نام بھی ان بلند پایہ مفکروں شاعروں اور ادیبوں کی فہرست میں لکھا جائے گا جو امروہہ کی سرزمین ہر دور میں پیدا کرتی آئی ہے۔

(گیانی ذیل سنگھ سابق صدر جمہوریہ ہند ۱۹۹۸ء)

☆ یہ بات وجہ مسرت ہے کہ ہندوستان کا نوجوان شاعر عظیمؔ امروہوی فکر و نظر سے کام لے رہا ہے اور حسین ابن علیؑ کے معرکہ حق سے درس عمل دینے پر آمادہ نظر آتا ہے۔

(جوش ملیح آبادی)

☆ ڈاکٹر عظیم امروہوی واقعی اسم بامسمہ ہیں۔ایک معتبر محقق، مستند ادیب، قادرالکلام اور نامور شاعر ہیں۔''ہلالِ غم'' کا معرکتہ الآرا مقدمہ ایک تحقیقی شاہکار ہے۔

(ڈاکٹر دھرمندر ناتھ، دہلی)

☆ میری گلی میں ایک تخلیقی معصومیت کا رویہ اور ایک ابداعی طرز رفتار دیکھا گیا۔کس نے دیکھا؟ میں نے دیکھا۔اپنی گلی کا بائرنؔ، یہ بائرنؔ اس گلی کا ہے جہاں شاہ عبدالرسول نثارؔ (شاگرد میر تقی میرؔ) کی نشست تھی۔جس گلی میں مصحفیؔ بھی جب دہلی سے امروہہ آتے تو ضرور محفل جمتی۔جس گلی میں مفتی محمد عباس (مفتی دربار اودھ) کا بھی آنا ہوا۔جس گلی میں سید باسط علی باسط سے خاص طور سے ملنے ڈپٹی نذیر احمد تشریف لائے۔جس گلی میں اصغر گونڈوی اور جگر مرادآبادی کا بھی آنا ہوتا تھا۔جس گلی میں میرے دادا سید امیر حسن امیرؔ سے ملنے ایران اور عراق کے علماء بھی تشریف لائے۔ جس گلی میں میرے بابا علامہ شفیق حسن ایلیاؔ جیسا جید عالم بھی پیدا ہوئے۔ جس گلی میں بھائی الطاف حسین کوثریؔ جیسا ماہر لسانیات بھی ہوا۔جس گلی میں بھائی کمال امروہوی اور رئیس امروہوی جیسے فنکار پیدا ہوئے۔جس گلی میں بھائی سید محمد تقی جیسے فلسفی اور صحافی نے جنم لیا۔جس گلی نے قائمؔ

خدا بندہ وہ کیسا تھا کہ جس پر
زمانے سے، زمانہ رو رہا ہے

امروہوی جیسا شاعر اہلبیتؑ پیدا کیا۔ جس گلی نے اقبال مہدی جیسا عالمی شہرت کا مصور دنیا کو دیا۔ آج میری اُسی گلی کا باشندہ میرا بھانجا ڈاکٹر عظیم امروہوی ہے۔

(جون ایلیا، کراچی پاکستان)

☆ عظیم امروہوی عظیم ہیں اور تا قیامت عظیم رہیں گے، ہر صاحب علم وفہم ان کی عظمت کا لوہا مانے گا۔ راقم ان کی عظمت کے آگے اپنا سر جھکا تا ہے۔

(امیر علی جونپوری، ''مرثیہ نگارانِ اردو'' جلد دوم صفحہ 347)

وہ قتل گاہ میں آنکھیں بچھائے بیٹھی تھی
تھا خود ہی کتنا شہادت کو انتظار ترا

تعزیت نامے

عظیم امروہوی جن کو کمسنی سے بہت محبت سے ہم سبھی لوگ چھمن میاں کہتے تھے، یہ میرے حقیقی بہنوئی جناب سید امیر کاظم نقوی کے حقیقی بھانجے بھی تھے، سید امیر کاظم نقوی صاحب بہت پڑھے لکھے بہت ہی باصلاحیت خانوادے کے فرد تھے، اس خاندان میں سید اختر حسین، سید مختار حسین، سید اکرام حسین، سید الطاف حسین، سید ممتاز احمد، سید علی مہدی جیسی علمی شخصیات ہوئی ہیں۔ اختر حسین صاحب کی اکلوتی بیٹی عظیم امروہوی کی والدہ تھیں۔ ان سب کے زیر سرپرستی عظیم امروہوی کی زندگی پروان چڑھی۔ عظیم امروہوی کے ماموں سید ممتاز احمد میرے بابا مولانا ذکی صاحب کے دوست بھی تھے۔ عظیم صاحب کو ادب میں نسیم امروہوی صاحب کی سرپرستی حاصل رہی اور ہم لوگ دیکھ کر بڑا تعجب کرتے تھے کہ عظیم میاں میں کتنی صلاحیتیں ہیں۔ عظیم امروہوی نے جو کارنامے انجام دیئے وہ تو اب دنیا کے سامنے ہیں، خاص طور سے امروہہ کی مختلف تواریخ کو انھوں نے جو ایک ربط دیا ہے وہ کام ان کو صدیوں زندہ رکھے گا۔ عظیم امروہوی کا چلا جانا ایک بہت بڑا خسارہ ہے، جس کی تلافی آگے آنے والے زمانوں تک بھی نہیں ہو سکے گی۔ میں ان کے پورے گھرانے کو تعزیت پیش کرتا ہوں۔ ہمارے درمیان چھمن میاں نہیں ہیں؛ لیکن ان کی یادیں، ان کی تہذیب، ملنے کا انداز، خاص طور پر ان کی میرے ساتھ بڑی محبت میں بھول نہیں سکتا ہوں۔ لکھنؤ کی محفلوں میں ہم نے ان کو زحمت دی، خاص طور سے ''بزمِ

رکھا تھا پیاسے نے انکار کا جو اک شعلہ
تو دستِ بیعتِ فاسق پہ اب بھی چھالا ہے

عصمت‘‘ ’’فاطمہ کا چاند‘‘ جیسی محفلوں میں پورے لکھنؤ کو ان سے بڑی مسرت حاصل ہوئی۔ لکھنؤ والے بھی ان کو بہت محبت دیتے تھے۔ میں آخر میں ان کے بچوں سے یہی کہوں گا کہ اس علمی وراثت کو اب انھیں آگے لے جانا ہے۔ والسلام

مولانا حمید الحسن، لکھنؤ

خطیب وذاکر اہلِ بیت

☆

ڈاکٹر عظیم امروہوی...... ہماری عظیم ادبی، شعری، تہذیبی اور ثقافتی روایتوں کے امین تھے۔ وہ صفِ اول کے شاعر بھی تھے اور نثر نگار بھی، وہ ادبی تحقیق کے دل دادہ بھی تھے اور ادبی تنقید کے نمائندہ بھی، مرثیہ، سلام، نوحہ، رباعی، قصیدہ، نظم اور غزل جیسی اردو شاعری میں رائج مشکل ترین اصنافِ سخن میں انھوں نے اپنی مہارت کے نقوش قائم کیے، اور نہ جانے کتنے ’’تازہ واردانِ بساطِ سخن‘‘ کی تربیت بھی کی۔ بلاشبہ وہ تخلیقی روایتوں کے ساتھ زبان وادب کی تدریسی دِرایتوں کے بھی نکتہ سنج اور دقیقہ شناس تھے۔

ویسے تو وہ پوری اردو دنیا کے لیے ایک قابل لحاظ اہمیت کے حامل تھے؛ لیکن بطورِ خاص ادب اور مذہب دونوں کی صحت مند روایتوں کے اس عظیم الشان مرکز کی نسبت سے جس کا نام امروہہ ہے، ڈاکٹر عظیم امروہوی بلاشبہ ایک سرمایہ ناز شخصیت کے مالک تھے۔

انھوں نے امروہہ کے ادبی اور شعری سرمایوں کی نشاندہی اور حفاظت کا اہتمام بھی کیا، اور ادبی تحقیق کے تمام تر تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ’’قصیدہ نگارانِ امروہہ‘‘ ’’مرثیہ نگارانِ امروہہ‘‘ اور ’’اردو صحافت میں امروہہ کا حصہ‘‘ جیسی دستاویزی کتابیں مدوّن

کرکے امروہہ کے عظیم الشان ماضی کو تاریخ کے دھندھلکوں میں کھو جانے سے بچایا، اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے امروہہ کی ادبی اور تہذیبی روایتوں کو تخلیقی سطح پر بھی آگے بڑھایا اور اپنے تابناک اور خلاق ذہن کی ہنرمندانہ تابکاریوں سے اِس جزیرۂ ادب وتہذیب کے مستقبل کے آفاق کو بھی روشن کیا۔

میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ مجھے ان کے نام کے ساتھ کبھی مرحوم بھی لکھنا پڑے گا اور ان کے بارے میں اس طرح سے اپنے تاثرات بھی قلم بند کرنے پڑیں گے۔ یہ لمحات میرے لیے بہت سخت ہیں، مجھے ان سے بہت محبتیں ملیں، جب میں نے جنوری سنہ 1980ء میں اردو ماہنامہ کائنات کا اجرا کیا تھا تو انھوں نے بہت انہاک سے اس پرچہ کا نہایت پرتپاک استقبال کیا تھا، اس وقت سے ان سے ادبی مکاتبت اور محبتانہ مراسلت کا ایک قلمی رابطہ قائم ہو گیا تھا، پھر جب میں پہلی بار امروہہ گیا تھا، کسی مجلسِ عزا میں ذکر و بیان کی سعادت حاصل کرنے کی غرض سے تو انھوں نے مجھے سرفراز کرنے کے لیے اپنے گھر پر نہایت پرتکلف؛ لیکن بے انتہا اخلاص کے ساتھ ایک ادبی دعوت کا اہتمام کیا تھا، اور غالباً میرا امروہہ کا اب تک کا آخری سفر بھی (دہلی سے امروہے تک) انھیں کی فرمائش پر اور انھیں کی معیت میں ہوا تھا۔ اِس وقت تو یہ سوچ کر بھی دل کو وحشت ہو رہی ہے کہ اب اگر کبھی امروہہ جانا ہوا تو ڈاکٹر عظیم امروہوی کے بغیر اس شہرِ علم و ادب کا ایک علاقہ سونا سونا سا نظر آئے گا۔

انا لله و انا اليه راجعون ... رضا بقضائه و تسليماً لامره

ربِ کریم ان کے درجات بلند سے بلندتر فرمائے، انھیں ان کے معصوم ممدوحین کے جوارِ شرف و کرامت میں جگہ مرحمت فرمائے اور ان کے فرزندِ ارجمند مہران امروہوی اور ان

کے جملہ پسماندگان کو ان کی ادبی اور تہذیبی روایتوں کو برقرار رکھنے کی توفیق کرامت فرمائے!

غم نصیب

عقیل الغروی

خطیب وذاکر اہلِ بیت

☆

ڈاکٹر عظیم امروہوی صاحب کی شخصیت پر ان کے نام کا اثر بہت زیادہ ہوا۔ اپنے نام کے اعتبار سے انھوں نے اپنی عظمت کو ہر طریقہ سے ثابت کیا۔ عظیم صاحب سے میرا گہرا دوستانہ تھا اور مجھے ان کی دوستی پر فخر ہے۔ انھوں نے مرثیہ کو اپنا مقصدِ حیات اور وجودیت کا قالب بنا لیا۔ اس قالب میں خود بھی ڈھلے اور کئی اور قالب بھی ڈھالے۔ جس وقت لکھنؤ میں مرثیہ گوئی نے گھٹنے ٹیک دئے تھے اس وقت بھی امروہہ نے مرثیہ کے علَم کو اونچا رکھا اور اس علَم کو اونچا رکھنے والے افراد میں عظیم امروہوی کا عظیم نام شامل ہے۔ عظیم امروہوی کا جسم ضرور پیوستِ خاک ہوگیا جو ہر جسم کو ہونا ہے؛ لیکن ان کے قلم کے حوالہ سے وہ کل سے زیادہ آج زندہ ہیں اور آج سے زیادہ آئندہ زندہ ہوں گے۔

مجھے یقین ہے کہ آپ اب بھی بارگاہِ عصمت میں ہوں گے اور آپ جن کا مرثیہ کہتے ہیں وہ خاندان آپ سے خود مرثیہ سنتا ہوگا اور اب جو آپ عالمِ ارواح میں مرثیہ کہیں گے، ان مرثیوں کو معصومین کی سماعت کی سند حاصل ہوگی۔ میں آپ کی

نیکیوں، آپ کی شاعری، آپ کی عظمت، آپ کی شرافت، آپ کی عظیم ذات پر اپنا سلام پیش کرتا ہوں۔

مولانا آغا روحی
خطیب وذاکر اہلِ بیت

☆

امروہہ شعروادب کی دنیا میں ابتداء ہی سے مخصوص مقام کا حامل رہا ہے، اگر چہ یہ چھوٹی بستی ہے؛ لیکن یہاں ہر زمانے میں شعراء وادباء کی کثرت رہی ہے۔ شمالی ہندوستان کا یہ پہلا شہر ہے جہاں فارسی شاعری کے ساتھ اردو شاعری کا آغاز ہوا اور اسماعیل امروہوی نے ''وفات نامہ بی بی فاطمہ'' لکھ کر باقاعدہ اردو شاعری کا آغاز بصورت مرثیہ کیا۔ اس کے بعد اردو شاعری کا کوئی دور ایسا نہیں آیا جس میں ایسے شعراء کی کثرت نہ پائی جاتی ہو جنہوں نے اپنی فنکارانہ صلاحیتوں کے ذریعہ اردو شعرو ادب کی خدمات انجام نہ دی ہوں۔ چنانچہ موجودہ زمانے میں بھی ایسے فنکار سامنے آئے ہیں جنہوں نے اپنے اسلاف کی شعری و ادبی اقدار کو برقرار رکھتے ہوئے، زبردست خدمات انجام دی ہیں، ان فنکاروں میں عظیم امروہوی کی شخصیت بطورِ خاص قابل ذکر ہے جنھوں نے اپنی شعری خدمات کے ساتھ شعرائے امروہا سے متعلق دو تذکرے مرتب کر کے امروہا کی ایک ایسی عظیم خدمت کی ہے جو انھیں عرصۂ دراز تک زندہ رکھے گی۔ اس کے علاوہ عظیم صاحب نے بحیثیت شاعر یوں تو تقریباً تمام مروجہ اصناف میں طبع آزمائی کی ہے؛ لیکن اردو مرثیہ کے سلسلے میں ان کی خدمات ہر طرح

زہراؑ ترے گھر کی بھی اس شان کا کیا کہنا
رضوان سا درزی ہے، جبریل سا نوکر ہے

قابل ذکر ہیں جس میں انھوں نے حضرت نسیم امروہوی کی مرثیہ نگاری کو ایک علامت قرار دیتے ہوئے انھیں کی طرز فکر کو پوری طرح اپنانے کی کوشش کی ہے اور موجودہ مسائل کو کربلا کے تناظر میں پیش کر کے اردو مرثیے کی مقبولیت اور اس کی فنی انفرادیت کو مقبولِ عام بنانے میں پوری طرح کامیاب نظر آتے ہیں۔

عظیم اپنی شخصیت اور فن دونوں اعتبار سے سماجی دنیا میں مقبولیت عام کے حامل رہے ہیں بلکہ ان کے سلسلے میں اگر یہ کہا جائے کہ ان کی شخصیت ان کے فن پر حاوی رہی ہے اور ان کی شخصیت ہی نے ان کی فنی عظمت کو چار چاند لگائے ہیں تو یہ کسی طرح بیجا نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ سماجی دنیا میں عظیم کا کردار ایک مثالی کردار کی حیثیت رکھتا ہے، سماج کا ہر وہ فرد جس کا عظیم سے کسی بھی طرح کچھ تعلق رہا ہے اور کسی طرح کی کوئی سماجی وابستگی رہی ہے، وہ عظیم کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر کسی طرح نہیں رہ سکا ہے۔ عظیم کی یہی خوبی ایسی منفرد خوبی ہے جس نے عظیم کو سماجی مقبولیت عام سے نوازا ہے اور اسی سماجی خوبی نے ان کے فنی شعور میں ایسا نکھار پیدا کیا ہے جس نے انھیں بحیثیت فنکار بھی مخصوص مرتبہ سے سرفراز کیا ہے۔ عظیم آج ہمارے درمیان نہیں رہے؛ لیکن ان کی شخصیت اور فن سے متعلق وہ تمام یادیں عرصہ دراز تک باقی رہیں گی جو انھیں امروہا کی سماجی زندگی کے ساتھ شعری و ادبی دنیا میں زندہ رکھیں گی اور ان کی فطری و خداداد صلاحیتوں سے ہماری نئی نسل برسوں اخذِ فیض کرتی رہے گی۔

مولانا سید محمد سیادت فہمی

امام جمعہ امروہہ

☆

سال 2020ء اردو ادب کے لیے ایک ایسا سال رہا جس نے عالمی سطح پر نہ جانے کتنے اردو کے روشن چراغ گل کر دیئے۔ سرزمینِ امروہہ سے ڈاکٹر عظیم امروہوی کی رحلت بھی اسی سلسلہ کا ایک سیاہ باب تھی۔ ڈاکٹر عظیم امروہوی جو 50 سے زائد تحقیقی کتابوں کے مصنف اور ایک عمدہ شاعر تھے، تحقیق اور تدوین کے حوالہ سے ان کا شمار برصغیر کے ممتاز دانشور حضرات میں ہوتا تھا۔ میری اُن سے جب بھی ادبی محافل کے دوران ملاقات ہوتی تھی، نہایت انکساری، محبت اور خوش اخلاقی کے ساتھ ملتے تھے۔ میرے مشاہدہ کے مطابق ان کو نثر اور نظم کے ساتھ ساتھ تقریر کرنے میں بھی یکساں عبور حاصل تھا۔

میں مرحوم کے انتقال پر موصوف کے پسماندگان کے ساتھ ساتھ اہلِ امروہہ اور ادبی دنیا کو تعزیت پیش کرتا ہوں، جنہوں نے اپنے ایک سچے مجاہد کو الوداع کہا ہے

مولانا ڈاکٹر سید محمد طارق حسن

شہر امام، امروہہ

کیا ہو رہا ہے ادبی دنیا کے اہم نام مسلسل رخصت ہوتے جا رہے ہیں، عظیم امروہوی بھی اب ہمارے درمیان نہیں رہے۔ عظیم صاحب بڑی خوبیوں کے مالک

تھے، نہایت قادرالکلام شاعر تھے، میں رب العزت سے ان کی مغفرت کے لیے دعا کرتا ہوں۔ انھوں نے جو ادبی سرمایہ چھوڑا ہے وہ زندہ جاوید ہے، وہ ہمیشہ قائم و دائم رہے گا۔ ان کی خدمات تاریخ ادب کا بہت اہم حصہ رہیں گی۔

گوپی چند نارنگ
محقق و ناقد

آج ہم سب سوگوار ہیں، جدید مرثیہ کے ایوان کا اہم ستون منہدم ہو گیا۔ عظیم امروہوی عجز و انکساری کا مجسمہ اور جدید مرثیہ کا معمار تھے۔

بیعت فاسق و فاجر نہ کرے گا شبیرؑ
تا ابد زندہ رہے، ایسے مرے گا شبیرؑ

اس سہلِ ممتنع شعر کا تخلیق کار کوئی اور نہیں، عظیم صاحب ہیں۔ ایسا انسان جو محمدؐ و آل محمد کی محبت میں مرتا ہے، وہ شہید، پائندہ اور زندہ رہتا ہے۔ اس عظیم شخصیت، عظیم شاعر، عظیم انسان، اس عظیم مرثیہ نگار جس کے پاس قدرتِ حیدری بھی نام ہی میں منسلک ہے، یہ انسان سرتاپا خلوص، مروت اور سادہ تھا۔ اللہ ان کے درجات بلند فرمائے۔

تقی عابدی
محقق و ناقد

برادرِ مرحوم ڈاکٹر عظیم امروہوی نے اپنی کاروباری نوعیت کی ملازمت سے سبکدوش ہونے سے پہلے ہی قلم کو اپنے علمی اور تحقیقی کاموں کے اظہار کا مستقل وسیلہ بنا لیا تھا اور ان کا یہ کاروبارِ شوق آخری سانسوں تک جاری رہا۔ یہ بات بجائے خود بڑی اہم اور قابل قدر ہے۔ مرحوم کی سندِ تحقیق کا موضوع امروہے کے مایۂ ناز سپوت اواخر انیسویں صدی کے مشہور مرثیہ گو فرزدقِ ہند حضرت سید جواد حسین شمیم امروہوی مرحوم تھے۔ عظیم صاحب مرحوم نے امروہے کے حوالے سے مرثیہ گوئی کو اپنے علمی اور تحقیقی کام کا خصوصی میدان قرار دیا تھا اور اس سلسلے میں سب سے پہلا اور سب سے قابلِ قدر کام جو انھوں نے انجام دیا وہ ''مرثیہ نگارانِ امروہہ'' ہے۔ اس کے بعد ان کی متعدد کتابیں منصۂ شہود پر آئیں جن میں ''قصیدہ نگارانِ امروہہ'' اور ''اردو صحافت میں امروہہ کا حصہ'' خصوصی حیثیت رکھتی ہیں۔ عظیم صاحب نے تحقیق کے علاوہ اردو شاعری کی مختلف اصناف مثلاً غزل، نعت، منقبت، سلام، مرثیے وغیرہ میں بھی جو شاندار تحقیقی کام کیا ہے، وہ اپنی ادبی قدر و قیمت کے اعتبار سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ وہ نہ صرف یہ کہ خود ایک اچھے مرثیہ گو تھے بلکہ منبر سے مرثیے کی پیش کش کا ان کا انداز بھی بڑا دلکش اور پُر اثر ہوتا تھا۔ ان کا اچانک دنیا سے رخصت ہو جانا اہل امروہہ کے لیے ایک بڑی محرومی ہے جس کی تلافی آسانی سے نہیں ہو سکتی۔

افسوس کہ ہم اپنے وطن کے ایک ایسے ممتاز شاعر، نقاد اور محقق سے محروم

ہو گئے جو ابھی زندہ رہے ہوتے تو نہ جانے علمی اور ادبی دنیا میں کیا کیا اضافے ہوتے۔ان کی ایک کتاب جس میں ان کے استادِ محترم حضرت نسیم امروہوی کے شعری اور علمی کاموں کا تنقیدی جائزہ مقصود تھا ''نسیم شناسی'' کے عنوان سے زیرِ ترتیب تھی اور اس کام میں ٹیلی فون پر مجھ سے برابر رابطہ رہتا تھا۔ مجھے قوی امید ہے کہ ان کے ورثاء، ان شاءاللہ اس ادھورے کام کو جلد ہی پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ ائمہ معصومین علیہم السلام میں مقام اعلیٰ سے نوازے اور ان کے پسماندگان کو ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے علمی، ادبی اور فنی دنیا میں کارہائے نمایاں کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

پروفیسر منظر عباس نقوی
سابق صدر، شعبۂ اردو
اے.ایم. یو علی گڑھ

عظیم امروہوی اردو شاعری اور تہذیب کا ایک بڑا نام تھا۔ وہ دبستانِ امروہہ کے ایک ممتاز ترین شاعر تھے اور ایک کہنہ مشق شاعر کی حیثیت سے تمام اصنافِ سخن پر انہیں قدرت حاصل تھی؛ لیکن کمال یہ ہے کہ رثائی ادب میں انہوں نے غیر معمولی پہچان بنائی اور اس کے فروغ کے لیے ناقابلِ یقین کام کیا۔آج وہ ہمارے درمیان نہیں ہیں؛ لیکن ان کا کام ہمارے بیچ میں زندہ رہے گا۔ یہ اس بات کا

جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ جو حسین اور ان کے غم کو اپنائے گا وہ عظیم امروہوی کی طرح امر ہو جائے گا۔

پروفیسر اختر الواسع
وی.سی. مولانا آزاد یونیورسٹی
جودھ پور

عظیم امروہوی کی ادبی اور تحقیقی خدمات کو کبھی بھلایا نہیں جا سکتا۔ علم و ادب اور تحقیق کے میدان میں ایک جگہ ایسی خالی ہوئی جس کا پُر ہونا بہت دشوار ہے۔ ڈاکٹر عظیم نے خاص طور پر جو رثائی ادب کی خدمت کی، اس کے لیے ہم اور آنے والی نسلیں ان کی شکر گزار رہیں گی۔ ڈاکٹر صاحب بہت اچھے مقرر تھے، امروہہ کو ادب میں جو مقام ملنا چاہیے، اس کے لیے وہ ہمیشہ کوشاں رہے۔ ان کے جانے سے میں نے اپنے ایک علمی دوست کو کھو دیا۔ عظیم صاحب کا کام ان کے نام کو ہمیشہ زندہ رکھے گا۔ ان کے مداح انہیں ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ میں ان کی مغفرت کی دعا کرتا ہوں، دعا کرتا ہوں جو مثال انہوں نے مخلصانہ، بے غرض، علمی اور ادبی خدمت کی قائم کی ہے، وہ ہم سب کے لیے نشانِ راہ ثابت ہو۔

شاہد مہدی
سابق وی.سی. جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

دل سے دھڑکن خون سے عزمِ سفر لے جائے گا
وقت اک دن چھین کر سارے ہنر لے جائے گا

☆

سرزمینِ امروہہ میں پیدا ہونے والی عظیم المرتبت علمی وادبی شخصیت جناب عظیم امروہوی کے انتقال کی خبر اخبارات میں پڑھ کر انتہائی صدمہ ہوا۔ امروہہ ایک عظیم شاعر، عظیم ادیب، مخلص وملنسار شخصیت سے محروم ہوگیا۔ مرحوم آج ہمارے درمیان نہیں ہیں مگر ان کی علمی وادبی خدمات ہمیشہ باقی رہیں گی اور ان کی یاد دلاتی رہیں گی۔ اللہ رحیم و کریم ان کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

شریکِ غم
خواجہ راشد فریدی صابری

عظیم حیدر، جن کو ہم عظیم امروہوی کے نام سے جانتے تھے، بڑا سانحہ یہ ہوا کہ وہ آج ہمارے بیچ میں نہیں ہیں، ان کو ہم امامِ مرثیہ کہیں، سردارِ مرثیہ کہیں، رہنمائے مرثیہ کہیں یا محققِ مرثیہ کہیں، عظیم امروہوی اور مرثیہ کا ایک دوسرے سے اٹوٹ رشتہ ہے۔ آخری دنوں میں مجھے ان کی خدمت کرنے کا موقع ملا۔ وہ بیش قیمتی ہیرا تھے، ان کو زبان پر عبور حاصل تھا، میں اپنی زبان میں کہوں تو وہ زبان کے Specialist تھے۔ وہ آج ہمارے درمیان میں نہیں ہیں؛ لیکن ان کی شکل میری

آنکھوں میں ہمیشہ رہے گی۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ عظیم صاحب کے خاندان کو اور خاص طور پر ان کے بیٹوں کو، جنہوں نے ان کی خدمت کر کے ایک مثال قائم کی اور جنت کمائی، اللہ ان کو ایمانی قوت اور صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

پدم شری ڈاکٹر محسن ولی

(نوٹ: عظیم صاحب اپنے آخری دنوں میں ڈاکٹر محسن ولی کے زیرِ علاج تھے۔)

اردو کے مشہور و معروف شاعر ڈاکٹر عظیم امروہوی کا انتقال، صرف ان کے اہلِ خانہ ہی نہیں بلکہ اردو ادب اور شاعری سے دلچسپی رکھنے والوں، خصوصاً رِثائی ادب سے وابستہ افراد کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے۔ وہ علم و ادب کا ایسا تناور شجر تھے کہ جن سے ایک پوری نسل کو فیضیاب ہونے کا موقعہ ملا۔ اس نسل پر اُن کی شخصیت کے نقوش بہت گہرے ہیں۔ ان کے تحقیقی اور تخلیقی کارناموں نے فکر کے نئے باب وَا کئے۔ ڈاکٹر عظیم امروہوی کا اچانک ہمارے درمیان سے اُٹھ جانا اُردو ادب کا ایک بہت بڑا خسارہ ہے۔

لیکن مجھے یقین ہے کہ رثائی ادب میں ان کے ذریعہ روشن کی گئی شمع اس راہ پر چلنے والوں کی راہ گذر کو ہمیشہ منوّر رکھے گی۔

میں ذاتی طور پر بھی اِن کے انتقال کی خبر سے بہت رنجیدہ ہوں اور جنت الفردوس میں ان کے اعلیٰ مقام کے لیے دعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اہلِ خانہ اور

ان کے تمام چاہنے والوں کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

مختار عباس نقوی
منسٹر آف مائنورٹی افیئر
حکومت ہند

اردو دنیا بالخصوص رثائی ادب کے حوالہ سے معروف نام ڈاکٹر عظیم امروہوی کے انتقال پر ملال کی افسوسناک خبر ملی۔ ظاہر ہے انتہائی افسوس ہوا۔ دہلی کی ادبی محافل میں ان سے ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ وہ بے لوث محبت کرنے والے ہمدرد انسان تھے۔ سید الشہدا اور اہلبیت اطہار سے انہیں بہت ہی عقیدت تھی جس کو ان کی شاعری میں صاف طور سے دیکھا جا سکتا ہے۔

مرثیہ اردو شاعری کی اہم صنف سخن ہے۔ بقول مولانا آزاد اردو ادب کو بین الاقوامی سطح پر شہرت دلانے میں انیس کے مرثیوں اور غالب کی غزلوں کا اہم کردار ہے۔ جدید مرثیہ کے حوالہ سے ڈاکٹر عظیم امروہوی کی خدمات بہت ہی عظیم ہیں۔ اس حوالہ سے انہوں نے بین الاقوامی سطح پر عالمی مرثیہ سینٹر کو تشکیل دیا اور اس کے زیر اہتمام عالمی پیمانہ پر مرثیہ کو فروغ دینے میں اہم خدمات انجام دیں۔ عالمی پیمانہ پر آج جو مرثیہ کا وجود زندہ ہے اس میں عظیم امروہوی جیسے دانشوروں کا اہم کردار ہے۔

میرا ماننا ہے کہ رثائی ادب وہ ہے جس میں اشک ہو، آہ و بکا ہو، غم ہو نالے ہوں۔ مرثیہ میں اگر غم نہیں تو وہ مرثیہ نہیں ہے۔ جدید شاعری میں خاص طور سے ہمارے عظیم بھائی اس کا خاص خیال رکھتے تھے۔ انہوں نے ہماری سماجی اور ثقافتی زندگی کو ساتھ جوڑتے ہوئے بھی اس بات کا خیال کیا کہ مرثیہ کا جو حقیقی حق ہے اس کو ادا کیا جا سکے۔ اسی لیے کسی نے ان کو انیس عصر کہا تو کسی نے ان کو رثائی ادب کا میرِ کارواں کہہ کر یاد کیا تو معروف شاعر جون ایلیا نے ان کا موازنہ انگریزی کے مشہور شاعر بائرن سے کیا۔

عصر حاضر میں اگر 10 بڑے جدید مرثیہ نگاروں کے ناموں پر مشتمل کوئی فہرست مرتب کی جائے تو عظیم امروہوی کا نام اس میں ضرور شامل ہوگا۔ اردو ادب میں ان کی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اردو تحقیق اور تدوین کے حوالہ سے ان کی کتابوں سے آنے والی نسلیں ہمیشہ فیضیاب ہوتی رہیں گی۔

عظیم امروہوی کے انتقال سے اردو ادب میں جو خلا پیدا ہوا ہے ابھی اس کا پر ہونا مشکل نظر آ رہا ہے، کیونکہ اس انداز فکر کے لوگ صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ میں ان کے برادران اور پسران کے ساتھ ساتھ اہل امروہہ اور اردو ادب میں ان کے ہزاروں چاہنے والوں کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہوں۔

سید سبط رضی
سابق گورنر جھارکھنڈ و آسام

☆

یہ بہت غم کی گھڑی ہے کہ اردو ادب اور شاعری کی دنیا کی عظیم شخصیت ڈاکٹر عظیم امروہوی کا انتقال ہوگیا ہے، یہ ادبی دنیا کے لیے ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ مرحوم ڈاکٹر عظیم امروہوی جو ہمیشہ اپنے خیالات اور کاموں سے ہم میں اور آپ سب میں زندہ رہیں گے۔ ایشور سے میری یہ دعا ہے کہ عظیم صاحب کی روح کو تسکین دے اور پسماندگان کو اس غم کو سہنے کی طاقت دے۔

سنجے سنگھ
ممبر آف پارلیمنٹ (راجیہ سبھا)

میرے پاس کوئی ایسا آلہ نہیں ہے جس سے میں بھائی عظیم کے لیے اپنی محبت کی مقدار بتا سکوں۔ بھائی عظیم سے میرے جتنے رشتے تھے، اتنے شاید ہی کسی کے ہوں گے۔ وہ میرے بچپن کے دوست، میرے بھائی، میرے امروہہ کے پڑوسی، میرے استاد اور میرے رہبر تھے۔ سائیکل چلانا سیکھنے کی عمر سے لے کر ایک دوسرے کے سر میں سفید بال تلاش کرنے کی عمر تک اور وہاں سے لے کر ایک ساتھ سر جوڑے گھنٹوں بیٹھے جوانی کے قصے یاد کرنے تک، عظیم بھائی کے ساتھ گزارا ہر لمحہ میرے لیے یاد ہے، یادگار ہے۔

کرتا ہے جوان کی ثنا، عزت یہاں جنت وہاں
ہے یہ صلہ المختصر، آدھا ادھر آدھا اُدھر

عظیم بھائی ہر کسی کو اس کے ہم عمر کی طرح محسوس کراتے تھے، بچوں کے ساتھ بچے، بزرگ کے ساتھ بزرگ اور جوان کے ساتھ اس کا ایک دوست۔ جیسی دوستی ان کی مجھ سے، ویسی ہی میرے بابا یعنی کمال امروہوی سے۔

عظیم بھائی، مرتے دم تک آپ کا یہ بھائی آپ کو یاد کرے گا اور اگر میرے کسی اچھے عمل کی وجہ سے مجھے جنت ملی تو اب آپ سے اگلی ملاقات جنت میں ہی ہوگی۔

تاجدار امروہوی

فلم ساز اور بچپن کا دوست

عظیم امروہوی صاحب کا انتقال اردو دنیا کے لیے عظیم سانحہ ہے، شخصی طور پر میں ان سے بڑا متاثر تھا۔ ہماری تہذیب، علمی اور ادبی وراثتوں کے وہ سچے امین تھے۔ پوری زندگی وہ اس کے لیے جیئے، ان کی پوری زندگی میں ظاہر اور باطن کا کوئی فرق نہیں تھا۔ انھوں نے بنا نام و نمود کی تمنا کئے ہمیشہ شعر و ادب کی خدمت کی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ رثائی ادب کے آج کے دور کے میرِ کارواں تھے۔ ذاتی طور پر یہ ایک بہت بڑا خسارہ ہے میرے حق میں۔ ایسا لگ رہا ہے کہ اب کاہے کی زندگی رہ گئی۔ کیونکہ اتنے پیارے رفیق، سچے ہمدرد رخصت ہو گئے۔ پروردگارِ عالم اپنے حبیبؐ کے صدقہ میں، پنجتن پاک کے صدقہ میں عظیم صاحب کو جنت میں اعلیٰ مقام دے۔ اہلِ خانہ کو، متعلقین کو اور پوری اردو کی سنجیدہ ادبی دنیا کو اتنا بڑا غم سہنے کا حوصلہ دے۔

جب دین کا جہاں میں نہ تھا پاسبان تک
اولاد نے علیؑ کی وہاں دی ہے جان تک

میں اور پوری اردو دنیا، مہران میاں، افنان میاں اور اہلِ خانہ کے غم میں شریک ہیں۔

پروفیسر وسیم بریلوی
شاعر

☆

کسی کا شعر ہے

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے

عظیم بھائی ہم لوگوں کو چھوڑ کر چلے گئے، سراپا محبت تھے، میرا خیال یہ ہے کہ ان کے جسم کا کوئی حصہ کاٹا جاتا تو اس میں سے دل نکلتا، میں ہمیشہ انہیں اپنے بڑے بھائی کی طرح سمجھتا رہا، ان کی شفقت، سرپرستی مجھے حاصل تھی۔ انہوں نے اردو کے خزانہ کو مالا مال کیا۔ اپنا کام وہ اپنی عمر سے زیادہ کر کے گئے ہیں، اللہ انہیں غریقِ رحمت کرے۔

منور رانا
شاعر

☆

میرا دل نہیں مانتا میں ڈاکٹر عظیم امروہوی کو مرحوم شخصیات میں شامل کروں؛ لیکن دنیا شاید اسی کا نام ہے کہ ان سب چیزوں سے ہمیں گزرنا پڑتا ہے۔ آہ و بکا اور فریاد و فغاں کے علاوہ کیا کیا جائے۔ بس ہم گھٹنوں پر سر رکھ کر بیٹھ جائیں، ان کا خیال ذہن میں گردش کرتا رہے اور ہم روتے رہیں۔ میرا بھائی عظیم سے 1980ء میں ایک ادبی رشتہ قائم ہوا۔ وہ رشتہ اہلِ بیت کے حوالہ سے تھا کیونکہ ہم دونوں ہی نے مرثیے لکھے اور مرثیہ کی تحقیق بھی کی۔ 1980ء میں جب میں ہندوستان آیا تب ان کے یہاں بھی ٹھہرا اور 1982ء میں جب وہ پاکستان آئے تو میرے یہاں بھی مہمان رہے اور ہماری دوستی پروان چڑھنے لگی؛ لیکن خط و کتابت ہم دونوں میں اتنی رہتی تھی کہ کبھی سرحدوں اور دوریوں کا احساس ہی نہیں ہوا۔

میں نے اپنے بھائی کو، دوست کو اور ایک ہم خیال انسان کو کھو دیا۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔

ہلال نقوی
(محقق و شاعر) پاکستان

ڈاکٹر عظیم امروہوی صاحب نام ہی نہیں کام کے بھی عظیم تھے۔ وہ بڑی ہمہ

غیب سے آواز آئی پشت پر شبیرؑ ہیں
آج سجدے سے زرا اُٹھنا پیمبرؐ دیکھ کر

جہت شخصیت کے مالک تھے، وہ شاعر تھے، ادیب تھے، نثر نگار تھے، محقق تھے۔ عظیم صاحب کا چلا جانا میرا ذاتی طور پر بڑا نقصان ہے۔ وہ میرے بڑے مربی، بڑے کرم فرما، بڑے عزیز تھے۔ اللہ ان کے درجات بلند کرے۔

نواز دیوبندی
شاعر

میرا اور عظیم صاحب کا 42 سال کا تعلق تھا، ان کی شخصیت کا عجیب وغریب کارنامہ یہ تھا کہ ہر مسلک میں، ہر عقیدے میں، ہر سوچ میں، شاعری کے ہر اسکول میں، شاعری کی ہر صنف میں، انتہاء یہ ہے کہ نثر میں بھی الگ ہی پہچان رکھا کرتے تھے۔

ان کا اعتدال ایسا تھا کہ ان پر قربان ہو جائیں۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی کہہ رہا ہوں کہ انیسؔ عصر ہیں عظیم امروہوی۔ ہمارے عہد میں جتنا کام رثائی ادب پر عظیم بھائی کا ہے میرا خیال ہے کسی کا نہیں ہے۔ میں نے کبھی کوئی منقبت کہی، قصیدہ کہا، مرثیہ کہا، سلام کہا تو میں نے عظیم بھائی کو سنایا اور انھوں نے مجھے مشورے بھی دیئے۔ یہ اعتراف میں کر رہا ہوں، پہلے بھی کرتا تھا، آج بھی کر رہا ہوں۔

عظیم صاحب اپنے مسلک پر پکّے اور اپنے عقیدے کے مضبوط تھے؛ لیکن پوری زندگی میں نے کبھی ان سے کوئی ایسا جملہ، کوئی شعر نہیں سنا جس سے کسی اور مسلک کے ماننے والے کو تکلیف ہو۔ محبتوں کا پیغام، اسلام کی صحیح تصویر کی نمائندگی

دونوں پیروں میں ہیں سجاد کے زنجیریں دو
ایک اک گام پہ پڑھتی ہیں جو تکبیریں دو

کرتے ہوئے تمام مسلکوں کو ساتھ لے کرامت مسلمہ میں اتحاد کے حوالے سے عظیم بھائی کو یاد کیا جائے گا۔

میں دل کی گہرائیوں سے عظیم بھائی کو سلام کرتا ہوں، خراجِ عقیدت پیش کرتا ہوں۔

عظیم امروہوی عظیم تھے، عظیم ہیں اور ان شاء اللہ عظیم رہیں گے۔

ڈاکٹر ماجد دیوبندی

سابق چیئر مین دلّی اردو اکادمی

ڈاکٹر عظیم امروہوی اس عہد کے عظیم شاعر تھے، نہ صرف ایک عظیم شاعر تھے بلکہ ایک عظیم انسان بھی تھے۔ ان کی کتابیں اردو ادب میں ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتی ہیں جو ہماری آنے والی نسلوں کی رہنمائی کریں گی۔

ان کی نظامت کا انداز بالکل منفرد تھا، امروہا کی کئی ادبی محفلوں کے وہ پچاس سے زیادہ سالوں تک کنوینر رہے اور انہوں نے مجھے کئی بار ان محفلوں میں آنے کی دعوت دی اور جب جب میری شرکت ان محافل میں ہوئی تب تب عظیم بھائی کی محبت نے مجھے متاثر کیا۔ مرحوم کی مغفرت کی دعا کی سلسلہ میں ایک تعزیتی جلسے کا انعقاد محبانِ اردو بھوپال کی جانب سے بھوپال میں کیا گیا، جس میں مدھیہ پردیش کی اہم ترین شخصیات نے حصہ لے کر ڈاکٹر عظیم امروہوی صاحب کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔

عظیم امروہوی پر صدیاں فخر کرتی رہیں گی، مجھے اس بات پر ناز ہے کہ میرے حصے میں عظیم امروہوی کی صدی آئی۔

منظر بھوپالی
شاعر

امروہہ کی مردم خیز سرزمین نے ہمیشہ ہر شعبۂ حیات میں بڑے اور اہم لوگوں کو جنم دیا ہے جنھوں نے شہرِ امروہہ ہی نہیں، اپنے ملک کا نام بھی روشن کیا ہے۔ اسی تابندہ کہکشاں کا ایک تابناک ستارہ عظیم امروہوی تھے۔ عظیم امروہوی کی شعری، ادبی اور رثائی خدمات تقریباً نصف صدی پر محیط ہیں۔ ان کے سانحۂ ارتحال سے ہمارے شعری اور رثائی ادب کا ناقابلِ تلافی نقصان ہوا ہے۔ وہ اب ہمارے درمیان نہیں رہے؛ لیکن ان کا نام، کلام اور ان کی ادبی خدمات کے حوالہ سے زندہ اور تابندہ رہے گا۔

اظہر عنایتی
شاعر

اردو کے معروف اور عظیم مرثیہ نگار عظیم امروہوی کے انتقال سے جو اردو ادب کا بڑا نقصان ہوا ہے، اسے پُر کرنا ناممکن ہے، وہ 50 سے زیادہ کتابوں کے

جب دیں پہ جان دینے کی امید ہو گئی
آلِ نبیؐ کے بچوں میں اک عید ہوگئی

مصنف تھے، وہ کتابیں اردو ادب کا گراں قدر سرمایہ ہیں جسے کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ان کے اچانک جانے سے جو خلأ پیدا ہوا ہے، وہ اردو ادب کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ عظیم صاحب کم عمری ہی سے مرثیہ لکھنے لگے تھے۔ انہوں نے اپنے کام کے ذریعہ جو قوم اور ملت کی خدمت کی ہے، اسے کبھی بھلایا نہیں جاسکتا۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ یاد کئے جاتے رہیں گے۔

سید اعجاز الدین پاپولر میرٹھی
شاعر

عظیم امروہوی صاحب ایک بہت سنجیدہ اسکالر تھے، جس خاموشی کے ساتھ اور جس بے نیازی کے ساتھ وہ ادب میں نثر اور نظم دونوں کی ہی خدمت کرتے رہے ہیں، وہ بہت قابلِ قدر بات ہے۔ خاص طور پر مرثیہ ان کی دلچسپی کا میدان تھا۔ عظیم صاحب کا چلا جانا انسانی سطح پر بھی اور ادبی سطح پر بھی ایسا نقصان ہے جو آسانی سے پُر نہیں ہوسکتا۔

شہپر رسول
وائس چیئرمین
دہلی اردو اکادمی

ہمارے پاس گزر مشکلوں کا مشکل ہے
وہ ہم نہیں ہیں جو مشکل کشا نہیں رکھتے

☆

عظیم صاحب کی صلاحیتیں رثائی ادب تک محدود نہیں تھیں، ان کا وسیع مطالعہ ہر دور کی شاعری سے باخبر تھا۔ عہد بہ عہد، صنف بہ صنف شاعری میں آئی ہوئی تبدیلیوں پر ان کی گفتگو دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے، یہ ان کی صرف جسمانی موت ہے؛ لیکن مجھے یقین ہے کہ شاعر عظیم امروہوی قلم کار عظیم امروہوی کو کبھی موت نہیں آئے گی۔ وہ شاعری کے اجالوں میں، امروہہ کے حوالوں میں اور طرزِ تحریر کی مثالوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

اقبال اشہر
شاعر

☆

آج کے بدلتے ہوئے معاشرہ میں اردو زبان کی خدمت کے حوالہ سے جو نام سرفہرست ہے ان میں ایک نام ڈاکٹر عظیم امروہوی کا بھی ہے جنھوں نے اردو ادب میں تحقیق کے حوالہ سے اہم خدمات انجام دی ہیں؛ لیکن مسلسل اردو زبان کی عظیم المرتبت شخصیات بہت تیزی کے ساتھ ہمارے درمیان سے رخصت ہوتی جارہی ہیں۔ اسی سلسلہ کا ایک عظیم سانحہ حال ہی میں ڈاکٹر عظیم امروہوی کے سانحہ ارتحال کی شکل میں ہوا۔

میں نے ڈاکٹر عظیم کی کئی کتابوں کا مطالعہ کیا تو اندازہ ہوا کہ وہ رثائی ادب کے حوالہ سے اہم تحقیقی خدمات انجام دے رہے تھے۔ ان کی خدمات اردو ادب میں صرف ایک شاعر کی حیثیت سے ہی نہیں تھیں، بلکہ وہ ایک بہترین مقرر، ناظم محفل و نثر نگار تھے۔ ان کے اندر مسلسل کچھ کرتے رہنے کی جستجو تھی جس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں بھی کچھ نہ کچھ خدمات انجام دیتے رہے۔ جیسا کہ مجھے معلوم ہوا کہ ان کی 3 ر کتابیں حال ہی میں آئیں، جن کی رونمائی بھی عمل میں نہ آسکی۔

عظیم امروہوی صاحب محبت سے پیش آنے والے ایک ہمدرد انسان تھے۔ امروہہ کے ساتھ ساتھ اردو ادب سے بے لوث خدمات انجام دینے والی عظیم شخصیت ہمارے درمیان سے رخصت ہوگئی۔ ہماری نئی نسل کو ڈاکٹر عظیم امروہوی سے درس لے کر ادب کے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دینے چاہئیں۔ آج ادبی دنیا ان کے غم میں سوگوار ہے، میں پسماندگان کی خدمت میں اظہارِ تعزیت پیش کرتا ہوں۔

خلیل احمد خاں (رامپور)
سابق ضلع جج

اظہار و بیان پر مکمل دسترس، الفاظ کا زبردست رچاؤ، دورِ حاضر میں سہل ممتنع کا عرش اول، عصر دوراں میں رثائی ادب اور دیگر اصناف سخن پر قدر کاملہ: یہ ہے عظیم شاعر ڈاکٹر عظیم امروہوی کا اجمالی خاکہ۔ یقیناً شاعری جزو یست از پیغمبری ہے اور عظیم

امروہوی اس کا عظیم پیغمبر۔ ڈاکٹر عظیم امروہوی کو تقریباً سبھی اصناف سخن پر مکمل دسترس حاصل تھی؛ لیکن یہ حقیقت بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ مرحوم اپنی شناخت کو رثائی ادب کے ساتھ ہی منسلک دیکھنا چاہتے تھے۔

جدید مرثیہ کے بنیاد گزاروں میں کئی اہم نام شامل ہیں، ان میں جوش ملیح آبادی، راجہ محمود آباد، آلِ رضا، نجم آفندی کے ساتھ ساتھ نسیم امروہوی کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔ سرزمین امروہہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ جدید مرثیہ کے اس دورِ اول کے بعد کا دور بھی امروہہ کے ہی ڈاکٹر عظیم امروہوی کے نام کے بنا تکمیل نہیں پاتا۔ عظیم امروہوی یعنی زندہ زبان کا ایک پائندہ شاعر۔

امید ہے کہ ناقدین فن اور ریسرچرس عظیم امروہوی کی شخصیت اور فن کے ان چھوئے پہلوؤں کو اجاگر کریں گے اور منظرِ عام پر لائیں گے۔ عظیم امروہوی کے فن کا احاطہ کرنے کے لیے کئی کتابوں کی درکار رہے۔ یہ کام ایک دو مضامین کے بس کی بات نہیں۔ ڈاکٹر عظیم امروہوی کا انتقال پُر ملال یقیناً اردو ادب کا ایک نا قابلِ تلافی خسارہ ہے، اس خلا کا پُر ہونا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

بقولِ شاعر

گیسوئے اردو ابھی منت پذیر شانہ ہے
شمع یہ سودائی دل سوزئی پروانہ ہے

عابد شمیم
ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج

☆

عظیمؔ خوش ہوں رثائی ادب سے ہے رشتہ
مرا ادب، یہ مری شاعری حسینؑ سے ہے

شاعرِ انقلاب جوش ملیح آبادی نے چالیس برس پہلے جس شاعر کو فکر و نظر کا مرثیہ نگار لکھا ہو، استاد الاساتذہ نسیم امروہوی نے نئے مرثیے کی زندگی کا ضامن قرار دیا ہو، علی جواد زیدی، اکبر حیدری، شمس الرحمٰن فاروقی، گوپی چند نارنگ اور تقی عابدی جیسے ناقدین نے عظیم امروہوی کے ادبی کاموں کو کارنامے قرار دیا ہو، اس عظیم امروہوی کے کلام اور نمایاں کام پر میرا تبصرہ کرنا سورج کو چراغ دکھانے والی بات سے زیادہ کچھ نہیں۔ عظیم امروہوی، میرے ادبی سرپرست، میرے محسن اور کرم فرما ہی نہیں بلکہ وہ ناشر ساز تھے۔ انھوں نے ادب کی دنیا میں مجھے کھڑا کیا اور مرثیہ نگاری کی جانب راغب کیا۔ میرے کہے ہوئے ہر مرثیے کے پہلے سامع عظیم بھائی ہوتے تھے۔

ادبی رشتے سے ہٹ کر میری زندگی اور زندگی کے نشیب و فراز میں ہمت و استقلال کی جو تحریک و تبریک مجھے عظیم امروہوی سے ملتی رہی، اسے مختصراً بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اپنے چھوٹوں کی ترقی پر فخر کرنا اور ان کے لیے ہر ممکن سہولیات فراہم کرنا موصوف کی زندگی کا نصب العین تھا۔ وہ تول کر بولنے پر زور دیتے اور ہر اس راہ کو ہموار کرتے تھے جو ترقی اور متانت کی منزل تک لے جاتی ہو۔ ڈاکٹر عظیم امروہوی، زندگی ہی کیا، تہذیب، ترتیب، روایت، ثقافت، محبت اور قربت کے ہر رُخ سے عظیم تھے۔

امروہہ کی تاریخ، معاشرت، ادبیت اور انفرادیت کو اپنے رشحات، اپنی نگارشات اور تخلیقات سے جس طرح عظیم امروہوی نے عظیم بنایا، اس طرح نہ ان سے پہلے کوئی بنا سکا، نہ آئندہ کوئی بنا سکے گا۔ عظیم امروہوی کی رحلت سے امروہہ کی ادبی فضا یتیم سی محسوس ہورہی ہے۔ میرے لیے عظیم بھائی کا سانحہ بہت عظیم ہے۔ میرے لفظ ساکت وگونگے سے ہوگئے ہیں۔ میں ان کی ہم سفرِ حیات اور ہم قافیہ اہلیہ اپنی بھابی شمیم، بیٹی زعیم اور دونوں بیٹوں مہران میاں اور افنان میاں سے تعزیت کرتے ہوئے اندر سے رو رہا ہوں۔ عظیم بھائی کے بھائیوں میں وسیم، کمال اور سلیم کو بار بار سینے سے لگا لیتا ہوں۔

یہ سب جذبات اپنی جگہ۔ لیکن حقیقت اپنی جگہ۔ موت ایک اٹل اور کڑوا سچ ہے۔ ہم سب کو خالقِ حقیقی کی مرضی کے آگے سرنگوں ہونا ہے۔ پروردگار سے بڑا کوئی عظیم نہیں ہے، وہ ہی عظیم اجر دینے والا ہے، وہ ہی عظیم بھائی کے درجات بلند کرے گا، وہ ہی پسماندگان کو عظیم صبر دے گا۔ ہم سب اپنے عظیم کے عظیم کارناموں کو یاد کرتے رہیں، یہ ہی خراجِ عقیدت بھی ہے اور دعائے عظیم بھی۔

پروفیسر ناشر نقوی

امروہہ

جو لوگ اپنے آپ میں خود آفتاب ہوں
جگنو کی روشنی کو ترستے نہیں کبھی

آسماں رویا، زمیں روئی، جہاں رویا عظیم
کربلا والوں پہ ہر اک خشک و تر روتا رہا

عظیم ادیب مرحوم جناب عظیم امروہوی صاحب کا نام بہتوں کے لیے اَن جانا ہوسکتا ہے؛ لیکن اردو کے سنجیدہ ادب میں عظیم صاحب کا ایک اعلیٰ اور عظیم مقام تھا، جو ان کے جانے کے بعد بھی بدستور بنا رہے گا۔ ادب میں ایسے روشن آفتاب روز روز نہیں جگمگاتے ہیں جو ایک پورے عہد کو روشن اور متاثر کر دیتے ہیں۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس دور میں ہیں جسے عظیم امروہوی صاحب کے دور سے بھی یاد کیا جائے گا۔

آلوک شریواستو

شاعر اور ٹی.وی.صحافی

وہ جو روٹھا تو یہ ہوا محسوس

مجھ سے ناراض ہے خدا شاید

عظیم امروہوی صاحب کا یہ شعر جب میں نے پہلی بار سنا تھا تب مجھے بے پناہ پسند آیا تھا؛ لیکن اس شعر کی صحیح اہمیت مجھے عظیم صاحب کے چلنے جانے کے بعد سمجھ میں آئی۔ وہ ہم سے ایسے روٹھے کہ ساری ادبی دنیا پر غم کے بادل چھا گئے۔ میں جب اپنی ''باہو بلی'' نام کی ایک فلم لکھ رہا تھا اس دوران میری عظیم صاحب سے پہلی ملاقات مہران کے ممبئی والے مکان پر ہوئی۔ عظیم صاحب پہلی نظر میں سامنے والے کو متاثر کرنے کا فن رکھتے تھے اور وہ ہی میرے ساتھ ہوا۔ میں نے ان کو اپنی کچھ غزلوں کے شعر بھی سنائے اور انھوں نے میری بہت حوصلہ افزائی بھی کی جو کہ میرے لیے ایک

سند کی حیثیت بھی رکھتی ہے۔ بلندی پر پہنچ کر انکسار اور خلوص کے ساتھ کیسے رہا جاتا ہے یہ ڈاکٹر عظیم امروہوی سے مل کر پتہ لگتا تھا۔

آپ کی لکھی ہوئی کتابیں چراغِ راہ بن کر ادب پروروں کی رہنمائی کرتی رہیں گی۔ بھگوان آپ کی آتما کو شانتی دے۔

منوج منتشر
فلم رائیٹر اور نغمہ نگار

محترم عظیم امروہوی صاحب کا انتقال صرف ایک شخص کی رحلت نہیں ہے، وہ شخص نہیں تھے، شخصیت تھے اور اس سے بھی بڑھ کر اپنی تحقیقات، اپنی تخلیقات، تصنیفات، ان سب کی روشنی میں ایک ادارہ تھے۔ امروہہ سونا ہوگیا، یہ پورا خطہ ادبی طور پر بہت غریب ہوگیا۔ عظیم صاحب واقعی عظیم تھے۔ ان کا دنیا سے جانا میرا ذاتی نقصان ہے۔

ان کے میرے والد مرحوم حضرت گوہر عثمانی سے برادرانہ تعلق تھے۔ میرے والد کی مجھے نصیحت بھی تھی کہ عظیم صاحب سے ہمیشہ تعلق رکھنا۔ میں نے اپنے والد کی اس نصیحت کو پورا نبھایا۔ وہ چلے گئے تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے ہمارے ادبی گھرانے کا سرپرست چلا گیا ہو۔ ان کے جانے سے ایک مرکزِ ادب خاموش ہوگیا ہے۔ مجھے عظیم بھائی کی شفقتیں ہمیشہ حاصل ہوتی رہیں۔ وہ میرے بڑے کرم فرما تھے، عظیم صاحب

یہ ابو طالب کا گھر ہے اس میں جو بچے پلے
یا تو حیدرؑ ہو گئے یا وہ پیمبر ہو گئے

جسمانی طور پر ہمارے درمیان نہیں ہیں؛ لیکن اپنے ادبی کارناموں کے سبب وہ ہمیشہ ہمارے درمیان رہیں گے۔

منصور عثمانی

شاعر

☆

عظیم بھائی سے اکثر میری ملاقات اردو کے اخبارات کے ذریعہ ہوتی تھی جن میں ہم کبھی ان کے سلام، کبھی مرثیے، کبھی نعت، کبھی منقبت پڑھتے رہتے تھے اور اسی ذریعہ سے، ہم اپنے ادبی علم میں اضافہ بھی کرتے تھے۔

ان کے ہم سے دور جانے کا غم ایک دن، ایک مہینہ یا ایک سال میں کم نہیں ہوگا بلکہ اس غم کو دور ہونے میں ایک طویل وقت کے مرہم کی ضرورت پڑے گی۔

شاید انہیں کے اس شعر سے ہمارے دلوں کو کچھ قرار آئے

دل کی دھڑکن خون سے عزمِ سفر لے جائے گا
وقت اک دن چھین کر سانے ہُنر لے جائے گا

خدا عظیم بھائی کے گھر والوں اور ان کے سبھی چاہنے والوں کو صبر عطا کرے اور عظیم بھائی کو جنت میں اعلیٰ مقام دے۔ آمین

شمس طاہر خان

جرنلسٹ (آج تک)

ہر دل میں ہے بنا ہوا تیرا مکاں حُسین
ہر ذرّہ پر لکھی ہے تری داستان حُسین

☆

ڈاکٹر عظیم امروہوی اپنے نام ہی کی طرح اُردو ادب کے ایک عظیم شاعر تھے۔ انہوں نے اردو ادب کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ 50 / سے زائد کتابوں کی تخلیق کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ اردو مرثیہ نگاری میں انہوں نے منفرد پہچان قائم کی تھی۔ وہ صرف ایک اچھے ادیب اور شاعر ہی نہیں بلکہ بہت مؤمن صفت انسان اور محبِّ اہل بیت بھی تھے، اس لیے کربلائی ادب میں ان کو ہمیشہ یاد کیا جاتا رہے گا۔

سراج مہدی
گروپ کیپٹن، ایئر فورس

بھائی ڈاکٹر عظیم امروہوی کے انتقال کی خبر ملی، ان کا انتقال اردو زبان اور ادب کا ایک بہت بڑا نقصان ہے۔ دلی کی کئی ادبی محافل میں میری ان سے ملاقات رہی ہے، جہاں بھی ملتے تھے، بہت پیار، محبت اور خلوص کے ساتھ ملتے تھے۔

میرے والد محترم سید علی انور زیدی جو ایک مرثیہ نگار تھے، ان کا بھائی عظیم سے گہرا تعلق تھا۔ میں سلیم بھائی کمال بھائی اور عظیم صاحب کے بیٹے مہران امروہوی و افنان امروہوی کو تعزیت پیش کرتا ہوں۔

انجم زیدی (جنرلسٹ) نوئیڈا

قسمت سے گر کسی کو درِ مرتضیٰ ملے
قرآں ملے، رسولؐ ملے اور خدا ملے

میں یہ کیسے کہوں کہ عظیم حیدر عظیم امروہوی ہم میں نہیں ہیں، وہ آج بھی ہم میں موجود ہیں۔ زندگی کا ثبوت کارکردگی ہوتی ہے۔ ان کے عظیم امور نے انھیں ''اسم بامسمہ'' بنا دیا کیونکہ مداح محمدؐ وآل محمدؐ مرتا نہیں ہے، وہ شہید کا درجہ رکھتا ہے۔ میں طالب علم ہوں، ان کے ادبی کاموں کے لیے میری کیا مجال کہ کچھ لکھوں، جہاں ڈاکٹر ہلال نقوی اور ڈاکٹر تقی عابدی لکھ رہے ہوں۔

عظیم حیدر عظیم امروہوی، عظیم دوست، عظیم بھائی، عظیم باپ، عظیم شوہر اور عظیم خسر معظم تھے۔ افسوس ہم ایک عظیم انسان، عظیم شاعر اور عظیم ادبی شخصیت سے محروم ہوگئے۔

ڈاکٹر عظیم امروہوی نے میرے پردادا فرزوق ہند حضرت شمیم امروہوی پر ڈاکٹریٹ کیا۔ عظیم بھائی والد محترم شاعر آل محمدؐ حضرت نسیم امروہوی کے شاگرد تھے جس کا سلسلہ ڈاک (Mail) کے ذریعہ رہتا تھا۔ 1982ء میں عظیم بھائی کی کراچی آمد پر ''کل پاکستان فروغ مرثیہ'' نے ایک استقبالیہ دیا جس میں بابا نسیم امروہوی نے عظیم بھائی سے انتہائی محبت کا اظہار نظم کی شکل میں کیا۔

عظیم بھائی اپنی نیابت کے لیے 5/ بھائی، دو بیٹے مہران امروہوی اور افنان امروہوی اور داماد تقی رضا چھوڑ گئے ہیں۔ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ان سے کس طرح فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ عظیم بھائی نے تقریباً 50 کتابیں تصنیف و

تالیف کیں جس میں کئی کتابیں پر دادا شمیم امروہوی اور بابا نسیم امروہوی کی ہیں۔ عظیم بھائی نے میرے خانوادے کے لیے بہت کام کیا۔ اگر میں تفصیل میں جاؤں تو ان کا کام جو صرف بابا نسیم امروہوی اور پر دادا شمیم امروہوی کے لیے ہے اس پر ایک کتاب لکھی جا سکتی ہے۔

اللہ خانوادۂ عظیم بھائی کو صبرِ جمیل فرمائے اور اس عظیم نقصان کو برداشت کرنے کی ہمت دے۔

وسیم حیدر و اہل خانہ
نسیم امروہوی میموریل سوسائٹی
ٹورنٹو، کنیڈا

6/نومبر 2020ء

اردو ادب اور شاعری کی دنیا کی عظیم شخصیت ڈاکٹر عظیم امروہوی کے انتقال کی خبر ملی، یہ دکھ بھری خبر نہ صرف اہل خانہ کے لیے عظیم نقصان ہے بلکہ پورے امروہہ کے ساتھ ساتھ اردو ادب کے لیے بھی ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ وہ ہمارے درمیان نہیں رہے؛ لیکن ان کے ذریعہ تصنیف کردہ 50/سے زیادہ کتب ہمیشہ ان کی یاد دلاتی رہیں گی۔

عظیم امروہوی ایک عظیم شخصیت تھے، ایشور سے میری یہ دعا ہے کہ مرحوم کی روح کو تسکین پہنچائے اور پسماندگان کو اس غم کو سہنے کی طاقت عطا فرمائے۔

بہت سستے میں حُر کو ایک پَل میں مل گئی جنت
بہت مہنگا پڑا شیطاں کو اک سجدہ نہیں کرنا

میں آپ کو اور خاندان کے سبھی افراد کو تعزیت پیش کرتا ہوں۔

دلیپ کمار پانڈے

M.L.A. تیمار پور،

دہلی

☆

امروہہ شہر کو بین الاقوامی سطح پر شہرت دلانے میں جن لوگوں نے خاص تعاون دیا ہے، ان میں ایک نام ڈاکٹر عظیم امروہوی کا بھی ہے۔

اردو دنیا کا عظیم نام عظیم امروہوی کے انتقال کی خبر سے دل کو بہت صدمہ پہنچا۔ یہ غم ناک خبر نہ صرف اہلِ خانہ کے لیے بڑا نقصان ہے بلکہ پورے امروہہ کے ساتھ ساتھ ادبی دنیا کے لیے بھی نا قابلِ تلافی نقصان ہے۔ عظیم بھائی اس دنیا میں نہیں رہے، لیکن ان کے ذریعہ کئے گے کام ہمیشہ ان کی یادوں کو تازہ رکھیں گے۔

شاعری کے ساتھ ساتھ تعلیم کے میدان میں بھی انھوں نے جو کام کئے، ان کی پذیرائی بھی ضروری ہے، شہر امروہہ کے مشہور تعلیمی ادارہ آئی.ایم.انٹر کالج کی مینجنگ کمیٹی میں انھوں نے کئی بار صدر رہتے ہوئے تعلیم کے میدان میں قابلِ قدر کوششیں کیں۔ وہ چاہتے تھے کہ آج کی نئی نسل ہر حال میں تعلیم یافتہ ہو اور ملک کی ترقی میں حصہ لے۔

عظیم امروہوی ایک عظیم شخصیت تھے، ایشور سے میری دعا ہے کہ وہ عظیم

سر دے گئے حُسین تو اسلام رہ گیا
نانا کا اس پسر کے سبب نام رہ گیا

صاحب کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو اس دکھ کو برداشت کرنے کی طاقت دے۔

شریکِ غم

ہری سنگھ ڈھلو

(سابق ایم. ایل. سی.)

☆

اردو شعر و ادب کی مقبول ترین شخصیت بھائی عظیم امروہوی صاحب کے انتقال کی درد بھری خبر موصول ہوئی۔ ڈاکٹر عظیم امروہوی کی رثائی ادب میں قابل احترام خدمات ہیں۔ انہوں نے عالمی مرثیہ سینٹر کی زیرِ نگرانی پوری دنیا میں جدید مرثیہ کے حوالہ سے اہم کام انجام دیا۔ وہ ایک بہترین ناظم، ہر صنف سخن میں شاعری کرنے والے شاعر اور بہت عمدہ مقرر تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی کا مقصد اردو زبان کی فلاح بنا لیا تھا اور اس سلسلے میں 50 رسے زیادہ سالوں تک قابل قدر خدمات انجام دیں۔

میں ذاتی طور پر اپنی جانب سے اور شیعہ وقف بورڈ، بہار کی جانب سے اہلِ امروہہ بالخصوص ان کے بیٹے فلم ہدایت کار مہران امروہوی، اپنے بھائی شاعر سلیم امروہوی کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہوں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ مرحوم بھائی عظیم کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

سید افضل عباس

(چیئرمین)

بہار اسٹیٹ شیعہ وقف بورڈ، پٹنہ

پرانے زمانے سے ہی امروہہ شہر کے بہت سی مشہور شخصیات نے اردو ادب اور ثقافت کے میدان میں اس شہر کا نام روشن کیا ہے، گزرے ہوئے زمانہ پر غور کیا جائے تو بہت سے نام ایسے ہیں جنہوں نے زندگی کے مختلف شعبوں میں اس شہر کو بین الاقوامی شہرت دلائی۔ ڈاکٹر عظیم امروہوی جی کا نام انہیں مشہور شخصیات میں صف اول کا ہے جنہوں نے اردو ادب اور شاعری سے اس شہر کو نئی بلندی دی۔

جیسا کہ مجھے معلوم ہوا وہ 50/ سے زائد کتابوں کے مصنف تھے اور انہوں نے اردو ادب پر غالباً 1000 مقالے لکھے۔ کئی بار ان کو سننے کا موقع ملا تو محسوس ہوا کہ ان کے بولنے میں ایک جادو ہے، ان کی آواز کانوں میں شہد گھولتی ہوئی دل پر اثر انداز ہوتی ہے، شاید ان کی انہیں خصوصیات کی وجہ سے سابق صدر جمہوریۂ ہند عالیجناب گیانی جیل سنگھ نے انہیں اعزاز سے نوازا تھا۔ امروہہ شہر کے لیے یہ خوشی کی بات ہے کہ ڈاکٹر عظیم امروہوی صاحب کی کئی اردو کتابوں کو اردو اکادمی اتر پردیش اور دیگر سرکاری اداروں نے انعامات سے نوازا ہے۔ انتقال کی خبر سن کر امروہہ شہر میں غم کی لہر دیکھنے کو مل رہی ہے جس کی وجہ ان کا اچھا اخلاق اور اہلِ امروہہ کے ساتھ ان کی وہ محبت کا رشتہ تھا جس کو آج یاد کیا جا رہا ہے۔ اردو ادب کے ساتھ ساتھ امروہہ شہر ان کی بہت کمی محسوس کرے گا۔ میرا ماننا ہے کہ ایسے ادیب و شاعر کو سچی عقیدت یہ ہوگی کہ ہماری نئی نسل تعلیم کے میدان میں خصوصی تعاون دیتے ہوئے ملک کی ترقی میں

رفتار ایک دونوں کی گفتار ایک ہے
قرآن اور حُسین کا معیار ایک ہے

حصہ دار بنے اور اس شہر و ہمارے ملک کا نام روشن کرے۔
بھگوان سے دعا ہے کہ ان کی روح کو تسکین ملے۔

ششی جین
چیئر پرسن نگر پالیکا امروہہ

☆

شہرِ امروہہ نے ہر دور میں علم وادب کے ایسے چراغ روشن کئے ہیں، جس کی روشنی سے پوری دنیا میں اس شہر کا نام روشن ہوا ہے، آج کے دور میں ڈاکٹر عظیم امروہوی ایک ایسا ہی نام تھے، جنھوں نے پوری دنیا میں اس شہر کی نمائندگی کی۔ مجھے اپنے بچپن کے دور سے عظیم صاحب کی پُرکشش شخصیت یاد ہے، جب وہ صبح صبح رکشہ میں بیٹھ کر اسٹیشن جانے کے لیے جامع مسجد سے گزرتے تھے، ان کی شخصیت انسان کو متاثر کرنے والی ہوتی تھی، بعد میں کئی ادبی پروگرام ان کے دوران ان کے انداز نے مجھے بہت متاثر کیا، ان کے بولنے کا انداز ایسا تھا کہ جو انسان ان کی تقریر کو سنتا تھا، وہ سنتا ہی رہ جاتا تھا۔

جب میں ممبر نگر پالیکا بنا تو مجھے بہت دعاؤں سے نوازا، مجھ سے کہا بہت ذمہ داری کا کام ملا ہے ہے، تم سے لوگوں کو جو توقع ہیں، ان پر پورا اترنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ ان کی باتیں زندگی میں حوصلہ دیتی تھیں۔ مجھے ان کی کئی کتابیں حاصل ہوئیں، اپنی کتابوں کے ذریعہ وہ ہمیشہ ہمارے درمیان رہیں گے۔ اللہ ان کے جنت میں اعلیٰ

ان کا ثانی تو کوئی عالم امکاں میں نہیں
فرق اک نکتے کا بھی حیدرؑ وقرآں میں نہیں

مقام عطا کرے اور ان کے چاہنے والوں کو صبر دے۔

فہیم شاہنواز
ممبر وارڈ نمبر 17
نگر پالیکا پریشد، امروہہ

☆

ڈاکٹر عظیم امروہوی کی موت کتنا بڑا سانحہ ہے اس کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔ عظیم امروہوی کے کام ان کو یاد رکھنے کے لیے کافی ہیں؛ لیکن ان کی ہر کسی سے محبت کرنے والی شخصیت سے دنیا محروم ہوگئی۔ اردو ادب خاص طور سے رثائی ادب کے میدان میں یہ کسی قلعہ کے ڈھنے سے کم نہیں ہے۔

عظیم امروہوی کے مراثی اردو ادب میں جدید مرثیے کے انقلاب کا اہم حصہ ہیں۔ ان کی کمی ادبی دنیا کو بہت کھلے گی۔ بڑے قلم کار کی موت صرف جسمانی ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنی کتابوں کے ذریعہ صدیوں تک لوگوں کے درمیان رہتا ہے۔

عظیم امروہوی کی شخصیت اردو ادب کے سفر میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ میں ان کی مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔ اللہ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے۔

محمد عرفان احمد
سابق ممبر حج کمیٹی آف انڈیا

مطلعِ انوارِ وحدت ہیں محمد مصطفیٰؐ
مقطعِ نظمِ نبوت ہیں محمد مصطفیٰؐ

☆

اردو ادب اور شاعری کی عظیم شخصیت عظیم امروہوی کے انتقال کی خبر ملی۔ یہ غم ناک خبر نہ صرف اہل خانہ کے لیے ایک بہت بڑا نقصان ہے بلکہ یہ کبھی نہ پُر ہونے والا اردو ادب کے لیے بھی خسارہ ہے۔ وہ ہمارے درمیان نہیں رہے؛ لیکن ان کی 50 سے زیادہ کتابیں ہمیشہ ان کی یاد دلاتی رہیں گی۔ میری ان سے ملاقات جب بھی ہوئی رمضان کے پاک مہینہ میں افطار پارٹی میں ہوئی۔ ان کی شخصیت ہم سب لوگوں کے لیے قابل احترام ہے۔ عظیم امروہوی ایک عظیم شخصیت تھے۔ اللہ سے میری دعا ہے کہ وہ عظیم صاحب کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا کرے اور اہل خانہ کو اس غم کو برداشت کرنے کی طاقت دے۔

شاہنواز حسین

قومی ترجمان بی۔جے۔پی۔

ہندی کے مشہور شاعر ہری ونش رائے بچن نے اپنی سوانح حیات کے پہلے حصے کا نام ''کیا بھولوں کیا یاد کروں'' رکھا ہے۔ عظیم صاحب کو یاد کرتے اور ان کی شان میں کچھ لکھتے ہوئے میرے دل کی حالت قریب قریب اسی طرح کی ہے۔ ان کی تالیفات کے پیچھے ان کا بہت بڑا مطالعہ تھا۔ حسین ڈے یا دیگر مواقع پر نظامت کو یا

ان کے ذریعہ پڑھی جانے والی مجالس کو میں چھوڑتا نہیں تھا۔ان سے ملنا میرے لیے خوش نصیبی تھی۔آخری وقت میں ان کی 51ویں کتاب کا مکمل ہونا ان کی ادب کے لیے بے پناہ محبت کا ثبوت ہے۔

بلویر سرن رستوگی
کامریڈ

زیست کا راز جو اک دن میں بتائے وہ حسینؑ
مر کے جینا جو زمانے کو سکھائے وہ حسینؑ

انجمن ساداتِ امروہہ (کراچی)

ڈاکٹر عظیم امروہوی کے انتقال کی جانکاہ خبر پڑھی، دل دھک سے رہ گیا، عظیم بھائی رثائی ادب اور خصوصاً مرثیے کے حوالے سے دنیائے ادب میں اہم مقام کی حامل شخصیت تھے، رثائی ادب میں آپ کی درجنوں کتابیں اور مرثیے کے سلسلے میں اور دیگر عنوانات سے بھی آپ کی کئی کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔ ان کے انتقال سے ہندوستان و پاکستان کے رثائی ادب میں جو خلا پیدا ہوا ہے وہ پُر نہیں ہوسکتا، عظیم بھائی سے میرا خصوصی تعلق رہا ہے۔ 80 کی دہائی میں، ہم نے ''مرثیہ نگاران امروہہ'' کے عنوان سے ایک کتاب شائع کی تھی، جو تحقیق و تدوین کے شعبہ میں عظیم بھائی کا بڑا کارنامہ ہے۔ عظیم بھائی کی کمی ہمیشہ رہے گی۔ ساداتِ امروہہ کے حوالے سے بھی یہ بہت بڑا نقصان ہوا ہے۔ خدائے بزرگ و برتر کے حضور دست بہ دعا ہوں کہ بتصدق شہدائے کربلا عظیم بھائی کی مغفرت و درجات بلند فرما کر جوار معصومین علیہ السلام میں جگہ عطا فرمائے اور جملہ متعلقین اور عظیم بھائی کے چاہنے والوں کو صبر جمیل عطا ہو۔

نقوش نقوی

انجمن ساداتِ امروہہ

کراچی پاکستان

انجمن تحفظ عزاداری (رجسٹرڈ) امروہہ

چمنِ ساداتِ امروہہ کے مہکتے ہوئے پھول، شاعر و ذاکرِ رسولؐ وآلِ رسولؐ محبت وادب کے قسیم، صداقت ومودّت کے کلیم ڈاکٹر عظیم امروہوی کی رحلت پر انجمن تحفظِ عزاداری، امروہہ اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتی ہے۔

بلا مبالغہ ڈاکٹر عظیم نے اردو زبان و ادب کے میدان میں جو غیر معمولی خدمات انجام دی ہیں وہ اُن کی آفاقیت کی مثال رہیں گی؛ لیکن اِن خدمات کے ساتھ ساتھ موصوف کی جو علمی وملّی خدمات ہیں انہیں بھی ساداتِ امروہہ بھلا نہیں سکتی۔

ڈاکٹر عظیم امروہوی نے رثائی ادب، مدحیہ شاعری اور اپنی دوسری تحریروں اور تقریروں سے محمدؐ وآلِ محمدؐ کے مشن کو جو فروغ دیا وہ صرف اُن کے ہی لیے نہیں بلکہ سادات اور سرزمین امروہہ کے لیے بھی فخر کی بات ہے، مرحوم اب ہمارے درمیان نہیں ہیں؛ لیکن ان کا نام اور کام قوم وملت اور انجمن تحفظِ عزاداری کے لیے ہمیشہ رہنما رہے گا۔

انجمن ہٰذا ڈاکٹر عظیم امروہوی کی وفات پر مرحوم کو نذرانۂ عقیدت پیش کرتی ہے اور ان کے برادران نیز ان کے صاحبزادگان عزیزم مہران اور افنان سلّمہٗ کی خدمت میں تعزیت گزار ہے اور دُعا گو ہے کہ اللہ محمدؐ وآلؐ کے صدقے میں ڈاکٹر عظیم امروہوی کے درجات بلند فرمائے۔آمین

(ضیا اعجاز)
جنرل سکریٹری

(حسن شجاع)
صدر

اسلام کے ہی دل کی تمنا حسینؑ ہیں
اسلام جاں بلب، تو مسیحا حسینؑ ہیں

امبیسی آف اسلامک ریپبلک آف ایران

محترم جناب سید مہران حیدر نقوی/ افنان حیدر نقوی
فرزند مرحوم و مغفور ڈاکٹر عظیم حیدر امروہوی
سلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ

آپ کے والد بزرگوار جناب ڈاکٹر عظیم حیدر امروہوی کے انتقال پُر ملال کی خبر سن کر بہت افسوس ہوا۔ مرحوم و مغفور اردو شعر و ادب کی دنیا کی ایک پُر افتخار اور نا قابل فراموش شخصیت تھے۔ مرثیہ گوئی میں ان کا اپنا خاص مقام تھا۔ وہ ہمیشہ خانہ فرہنگ ایران، دہلی کی دعوت پر لبیک فرماتے اور بہت سارے پروگراموں کی نظامت کے علاوہ بہترین کلام سے حاضرین کو فیضیاب فرماتے تھے۔ ہم ان کے دینی جذبہ اور انقلاب اسلامی سے وابستگی کا تہ دل سے احترام کرتے ہوئے خداوند عالم کی بارگاہ میں ان کی مغفرت اور علوئے درجات کے لیے دست بدعا ہیں اور دعا گو ہیں کہ رب کریم تمام وابستگان بالخصوص آپ کو اپنی اس آزمائش پر صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

شریک غم
ڈاکٹر محمد علی ربانی
کلچرل کاؤنسلر
سفارت جمہوریہ اسلامی ایران، نئی دہلی

غم تیرا عرش و فرش پہ برپا ہے یا حسینؑ
ہر ذرہ کائنات کا کہتا ہے، یا حسینؑ

منسٹری آف مائنورٹی افیئر ،حکومت ہند

امروہہ کا نام سنتے ہی عظیم ہستیوں کا لا متناہی تصور خود بخود ذہن کے پردے پر نمودار ہو جاتا ہے۔اس سرزمین نے کیسے کیسے سپوت پیدا کئے جن کا شہرہ چہار دانگِ عالم میں ہے اور یہ شعر

وہ صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

شہر امروہہ ایسے ہی افراد کے لیے مشہور ہے۔انھیں یکتائے روزگار میں سے تھے جناب عظیم امروہوی صاحب۔جنھیں لفظ ''مرحوم'' لکھنے سے قلم پر لرزہ طاری ہے،اسم با مسمّٰی ،خوش مزاج ،ٹھنڈے دماغ و مرنجان شخصیت کا مرقع تھے۔

بابا مرحوم سے جناب عظیم بھائی صاحب کے بڑے گہرے دیرینہ مراسم تھے، بابا مرحوم الحاج محمد تقی خاں صاحب تحت اللفظ مرثیہ بہت بہترین انداز میں پڑھتے تھے اور ان کو مراثی پر بڑا عبور حاصل تھا۔

عظیم بھائی بھی ہمیں چھوڑ کر خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔خدا مرحوم کے درجات کو بلند کرے۔آمین۔

جن افراد نے ایک بار بھی ان سے ملاقات کی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔
عظیم صاحب نہ رہے مگر ان کا کلام،ان کا فن انھیں ہمیشہ زندہ رکھے گا۔وہ

اپنے تحریر کردہ مرثیوں کے ذریعہ واقعاتِ کربلا اور امام عالی مقامؑ کی مدح و ثناء اور اہلبیت اطہارؑ پر ڈھائے گئے مظالم کے تذکرے میں نظر آئیں گے۔

ڈاکٹر صفی نقوی

سکریٹری

منسٹری آف مائنورٹی افیئر ،حکومت ہند

منزل کو جس پہ ناز ہے، وہ رہنما حسینؑ
ہر دردِ لا علاج کی گویا دوا حسینؑ

مسلم کمیٹی امروہہ

میں نے اپنے بچپن میں سنا تھا کہ ہمارے گھر کے برابر والی گلی یعنی دربار شاہ ولایت میں ڈاکٹر عظیم امروہوی نام کے ایک شخص رہتے ہیں جو فوڈ کارپوریشن آف انڈیا میں ملازمت کے ساتھ ساتھ شاعری اور مرثیہ نگاری کے حوالہ سے پوری ادبی دنیا میں غیر معمولی شہرت حاصل کر رہے ہیں۔

جب میں شعور کی منزلوں میں داخل ہوا اور باظابطہ میری ملاقات ڈاکٹر عظیم امروہوی صاحب سے ہوئی تو مجھے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر عظیم صاحب کوئی عام شاعر اور ادیب نہیں ہیں بلکہ ادب کا ایک چلتا پھرتا اسکول ہیں۔

میرا ماننا ہے کہ اگر زندگی کے کینواس پر انکی تصویر بنائی جائے تو وہ تصویر شاعر، نقاد، ادیب، محقق، نثر نگار، ناظم، مقرر جیسے رنگوں پر مشتمل ہوگی۔ بھائی عظیم جتنی اچھی ادبی شخصیت تھے اتنے ہی عمدہ فرشتہ صفت انسان، بے لوث محبت کرنے والے ایک ذمہ دار شہری اور نئی نسل کی تربیت کرنے والے ذمہ دار بزرگ بھی تھے۔

ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد ڈاکٹر عظیم امروہوی نے جس تیزی کے ساتھ تحقیق اور تدوین کا کام انجام دیا یقیناً وہ کام لائق احترام اور بے مثال ہے۔ اللہ نے ان کو تحریر اور تقریر کے فن سے سرفراز کیا تھا۔ ان کے دل اور دماغ میں الفاظ کا سمندر محفوظ تھا جو ادبی محافل میں تقریر کے دوران ان کی منفرد آواز کے ذریعہ ابلنے لگتا تھا۔ ان کی پرکشش شخصیت ادبی محافل کی رونق کو دوبالا کر دیتی تھی۔ نہ صرف

کیسے ممکن ہے کہ کافر وہ بشر کہلائے
جس کے ایمان پہ، ایمان پیمبرؑ لائے

ادبی دنیا بلکہ زندگی کے ہر پہلو پر ان کو حد درجہ معلومات ہوتی تھی۔ ان سے ملاقات کے دوران ہمیشہ کچھ نیا علم حاصل ہوتا تھا۔ وہ عظمتوں کا اتنا سایہ دار اور تناور درخت تھے جس کی چھاؤں میں ہر اہل علم کو سکون میسر ہوا اور لاکھوں لوگوں کو سالہا سال فیض ملتا رہے گا۔ اللہ ان کو اعلی درجات سے نوازے اور ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

حاجی نسیم احمد خان
(صدر) مسلم کمیٹی امروہہ

انجمن جاں نثارانِ حسینؑ ،امروہہ

آج بتاریخ 12/اکتوبر 2020ء کوانجمن جاں نثارانِ حسینؑ کا ایک تعزیتی جلسہ امروہہ کے عظیم مرثیہ گوشاعر، تقریباً پچاس کتابوں کے مصنف، بین الاقوامی شہرت کے مالک اور محفل ''حسین ڈے'' امروہہ کے تاحیات کنویزر رہے سید عظیم حیدر کے سانحۂ ارتحال کے سلسلہ میں عزاخانہ محلّہ مجاپوتہ میں منعقد ہوا جس میں ممبران نے مرحوم عظیم حیدر کی ادبی خدمات کو سراہتے ہوئے ان کے انتقال پر شدید رنج وغم کا اظہار کیا۔

مرحوم عظیم حیدر کے انتقال سے نہ صرف امروہہ بلکہ ملک اور ادب کو نا قابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے۔

جلسہ خدا سے دعا گو ہے کہ پسماندگان کو صبر عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین

سکریٹری
نازاختر و ممبرانِ انجمن جاں نثارانِ حسینؑ
محلّہ مجاپوتہ، امروہہ

جمعیۃ علماء امروہہ

شہر امروہہ کے مشہور شاعر ڈاکٹر عظیم امروہوی کے انتقال کی خبر ملی، بہت افسوس ہوا، حقیقت یہ ہے جو انسان اس دنیا میں آیا ہے، اس کو ایک نہ ایک دن واپس جانا ہے۔ امروہہ کی ادبی نشستوں میں ان سے ملاقات ہوتی رہتی تھی، وہ ایک اچھے شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے انسان بھی تھے۔ ہمیشہ خوش اخلاقی کے ساتھ گفتگو کرتے۔

جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ 50/سے زیادہ اردو کتابوں کے مصنف تھے، یہ ایک عظیم کارنامہ ہے۔ 50/کتابیں کسی بھی موضوع پر لکھنا کوئی آسان عمل نہیں ہے؛ لیکن امروہہ کی مردم خیز سرزمین ہمیشہ سے ہی ایسے ہونہار دانشوروں کو پیدا کرتی رہی ہے جنھوں نے ہمیشہ اس شہر کا نام پوری دنیا میں روشن کیا ہے۔

میں ڈاکٹر عظیم امروہوی کے انتقال پر پسماندگان کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہوں۔

ماسٹر ذاکر حسین کاظمی

(صدر، جمعیۃ علماء، امروہہ)

لائنس کلب انٹرنیشنل (امروہہ)

عجیب سناٹہ موسم میں، عجیب سا ماحول، ہلکی سی ہوا کیا چلی کانوں میں کچھ آواز آئی اور لگا زندگی ٹھہرسی گئی۔ چاروں طرف عجیب سی خاموشی پھیلنی شروع ہوگئی، ارے یہ کیا ہوا دل دماغ ٹھہرسا گیا کہ میرے گھر خاندان کا ایک بندہ کہاں گُم ہوگیا، پتہ نہیں چلا۔ عجیب شخص تھے، میرے سامنے کیا ہوا میں نہیں سمجھ پایا۔ امروہہ شہران کا تھا یا وہ امروہہ شہر کے تھے۔ اپنی ڈیوٹی نبھا کر پیدل چلتے ہوئے آنا۔ جوان کو دیکھتا وہ انہیں سلام کرتا تھا۔ جن کو یہ دیکھتے آپ انہیں سلام کرتے۔ آئی.ایم.کالج کے پرنسپل کمال صاحب کے ساتھ پیدل ہلکے ہلکے پاؤں چلتے ہوئے گفتگو کرتے ہوئے اپنے گھر کی طرف جانا۔ چہرہ پر الگ نور تھا، خدا نے ان کی نظروں میں الگ سے کوئی روشنی نہیں ڈالی تھی، ان کی نظر میں سبھی لوگ ان کے اپنے تھے۔ میں اپنے بارے میں کیا کہوں میرے لیے وہ پیار ومحبت تھی وہ میں نہیں بھول سکتا۔ کانوں میں سناٹے نے کیا کہا کہ پچھلے 40 رسالوں کی فلم آنکھوں کے سامنے گھوم گئی۔ اچانک ان کے حادثہ کی خبرسن کر میں سَن رہ گیا۔ شہر کاہٹ کو وہ نور ہیرا جس کو ہم فوٹو میں دیکھا کرتے تھے، وہ ہیرا اس شہر سے رخصت ہوگیا، اس کی چمک رہتی دنیا تک امروہہ کے اوپر برستی رہے گی، ایسی مجھے امید ہے۔ عظیم امروہوی صاحب کے بارے میں لکھنے کا مطلب روشنائی ختم ہوجائے گی؛ لیکن لکھنا ختم نہیں ہوگا۔ علم ادھورا رہ جائے گا؛ لیکن ان کو پڑھ نہیں پائیں گے ہم لوگ۔ عجیب شخص تھے میرے عظیم امروہوی صاحب کو بہت بہت خراجِ عقیدت۔

سردار راجندر سنگھ چھاوڑا
صدر، لائنس کلب انٹرنیشنل، امروہہ

یو. پی. اردوادب سوسائٹی امروہہ (رجسٹرڈ)

اتر پردیش اردو ادب سوسائٹی جو شہرِ امروہہ میں گزشتہ 30/سالوں سے علمی، ادبی، ثقافتی خدمات انجام دے رہی ہے، اُسے فخر حاصل ہے کہ اس کے سرپرستان میں جو عظیم نام شامل ہیں، ان میں سے ایک نام ڈاکٹر عظیم امروہوی کا بھی تھا، جن کا حال ہی میں انتقال ہوگیا۔ ڈاکٹر عظیم امروہوی نے ہمیشہ نہ صرف ہمیں حوصلہ دیا بلکہ ہماری سبھی ادبی تقریبات میں شامل ہوکر اِن تقریبات کو رونق بخشی۔

2016ء میں ڈاکٹر نواز دیوبندی کی موجودگی میں ڈاکٹر عظیم امروہوی کی اردو ادب کے حوالہ سے تقریر، 2017ء میں حج کی اہمیت پر بیان، 2018ء میں علم کی ضرورت پر جامع تقریر اور اس سے قبل نہ جانے کتنے مواقعے پر ان کی تقاریر آج بھی ہمارے دل و دماغ پر چھائی ہوئی ہیں۔ وہ جب بولتے تھے، تو لگتا تھا کہ پھول جھڑ رہے ہیں اور الفاظ کا سمندر بہہ رہا ہے۔ یہ تو ممکن ہی نہیں تھا کہ ڈاکٹر عظیم امروہوی کچھ بول رہے ہوں اور سامعین ان کی جانب متوجہ نہ ہوں۔ ہماری تقریبات کو ان کی کمی بہت محسوس ہوگی۔

آج اُردو ادب سوسائٹی نے اپنا ایک محسن کھو دیا ہے، ایک ایسا محسن جس نے ہمیشہ اپنی سرپرستی رکھی اور ہمیں دعاؤں سے نوازا۔ ہم ان کی کمی ہمیشہ محسوس کرتے رہیں گے۔

شریکِ غم

کوثر علی عباسی (صدر)

و جملہ اراکین یو. پی. اردو ادب سوسائٹی

کاروانِ خلوص امروہہ

کاروانِ خلوص کی رونق اور امروہہ کی عظیم شخصیت ڈاکٹر عظیم امروہوی کے انتقال سے نہ صرف امروہہ بلکہ پورے ادبستان میں غم کی لہر دوڑی ہوئی ہے۔ انتہائی شدت کے ساتھ علم وادب سے وابستہ شخصیات ڈاکٹر عظیم امروہوی اوران کی خدمات کو یاد کررہی ہیں۔ ڈاکٹر عظیم امروہوی کا کاروانِ کلوص اور الا یچی کلب امروہہ سے گہرا تعلق تھا، بہت خلوص کے ساتھ ہماری سبھی تقریبات میں نہ صرف شریک ہوتے تھے؛ نیز اپنے مفید مشوروں سے ہماری راہ نمائی بھی فرماتے تھے،ان کے اندر وہ تمام صلاحیتیں موجود تھیں جو ایک بیباک مقرر، ادیب، نثر نگار اور تحقیق کار میں ہونی چاہئیں۔ ایسےلوگ کم ہی پیدا ہوتے ہیں جن میں ادب کا ہر رنگ پایا جاتا ہے۔

ہمیں ان کی کمی ہر قدم پر محسوس ہوگی، اراکین کاروانِ خلوص ڈاکٹر عظیم امروہوی کی مغفرت کی دعا اوران کے ماموں وکلب کے سرپرست نواب انتقام علی خاں ومرحوم کے بیٹے مہران امروہوی وافنان امروہوی کوتعزیت پیش کرتے ہیں۔

نواب سیّد انتقام علی خاں	سید محبوب حسین زیدی	اسلام عالمی ایڈوکیٹ
(سرپرست)	(صدر)	(سکریٹری)

قطعاتِ تاریخ

خوبیاں ہی خوبیاں روداد میں
مرثیہ گوئی رہی اُفتاد میں
وہ سبھی اشعار جنت کی سند
جو عظیم امروہوی کی یاد میں
۱۴۴۲ھ

پروفیسر ناشر نقوی صاحب

اُن سے دنیائے ادب میں ہو رہی تھی روشنی
خدمتِ شعر و سخن میں گزری ساری زندگی
مصرعۂ تاریخ حیدر عیسوی سن میں لکھو
جا بسے ہاں لو وہ جنت میں عظیم امروہوی
2020 = 268 + 1020+ 100+453+11+36+56+72+4

شبیہ حیدر سرسوی

مدّاح اہلِ بیتؑ جہاں سے چلا گیا
بخشش وہی کرے گا جو ربِّ کریم ہے
جاوید یوں تو سب ہیں محبّان مصطفیؐ
پر یہ نبیؐ کا چاہنے والا عظیم ہے
15+1020+38+39+21+62+15+202
1442ھ

جاوید بدایونی

کلام، قصائد چودہ معصومین

منتخب اشعار قصیدہ رسول اعظمؐ

یہ میرا عمل میرے لیے حاصلِ دیں ہے
سنگِ درِ سرکارؐ ہے اور میری جبیں ہے
جس شخص کو بھی آپ کا عرفان نہیں ہے
پھر اُس کے مقدر میں نہ دنیا ہے نہ دیں ہے
یہ افضل و اعلیٰ ہیں، زمانے سے بلا شک
ہیں بعدِ خدا، اِس میں چناں ہے نہ چنیں ہے
احمدؐ میں اگر میم نظر آئے نہ ہم کو
یہ تب بھی حسیں تب بھی حسیں، تب بھی حسیں ہے
اس فقر پہ قرباں ہو شہنشاہیٔ عالم
جو خاک نشیں ہے، وہی افلاک نشیں ہے
اعجازِ عمل آپ کا ہیں شبرؑ و شبیرؑ
اور علم کا اعجاز، یہ قرآنِ مبیں ہے
اب روضۂ انور پہ بلا لیجئے آقاؐ
بت خانۂ دنیا میں، یہ کعبے کا مکیں ہے
جو لب پہ دعائیں ہیں عظیمِ جگر افگار
ہو جائیں گی پوری مجھے اس کا بھی یقیں ہے

منتخب اشعار قصیدہ علی مرتضیٰؑ

جو ہے خدا کی بات وہی ہے نبیؐ کی بات
جو ہے نبیؐ کی بات وہی ہے علیؑ کی بات
ہو فلسفی کی بات کہیں، یا سخی کی بات
آجاتی ہے زبان پہ فوراً علیؑ کی بات
مضرابِ کُن پہ آج چھڑی دوستی کی بات
کعبے میں ہو رہی ہے نبیؐ سے علیؑ کی بات
قبضہ فقط زمیں پہ نہیں بو ترابؑ کا
ٹالی ہے آفتاب نے بھی کب علیؑ کی بات
وہ بھی علیؑ کے در پہ ہی آتا ہے بعد میں
بنتی نہیں بنائے سے جب بھی کسی کی بات
خندق میں بات رہ گئی دینِ رسولؐ کی
حیدرؑ نے کی جب آن کے مردانگی کی بات
اونچا کیا تھا جس کو نبیؐ نے غدیر میں
اونچی اسی کے دم سے رہی ہے نبیؐ کی بات
ان کا ہی ذکر کرتا ہوں میں روز و شب عظیم
ان کے ہی دم سے میری بنی شاعری کی بات

منتخب اشعار قصیدہ فاطمہ زہراؑ

میں کیا بتاؤں آپ کو رُتبہ بتولؑ کا
قرآن پڑھ رہا ہے قصیدہ رسولؐ کا
کیا مرتبہ ہے ارفع و اعلیٰ بتولؑ کا
خود احترام کرتے ہیں طٰہٰؐ بتولؑ کا
آئینۂ جمالِ پیمبرؐ ہیں فاطمہؑ
شمع منیر خلد ہے، جلوہ بتولؑ کا
قرآن کی زبان میں کرنے لگی وہ بات
فضّہ پہ پڑ گیا تھا جو سایہ بتولؑ کا
یہ دخترِ نبیؐ ہیں، علیؑ خانہ زادِ حق
گھر سے خدا کے آیا ہے رشتہ بتولؑ کا
معصوم خود بھی، زوج بھی، بابا بھی، لال بھی
گھر ہے کہ عصمتوں کا خزینہ بتولؑ کا
ہر ایک شخصیت کے تعارف کے واسطے
تھا محفلِ کِسا میں ذریعہ بتولؑ کا
قرآں نے خود ہی مدح و ثنا کی ہے جب عظیم
مجھ جیسا کیا کہے گا قصیدہ بتولؑ کا

منتخب اشعار قصیدہ حضرت امام حسنؑ

اس صلح پسندی پر ہر ایک ہے شیدائی
اے سبطِ نبیؐ تم نے پُر امن فتح پائی
گر جنگ کہیں کرتے کیا ہوتا خدا جانے
جب صلح سے ہی شاہی اس درجہ تھی گھبرائی
امراض نے باطل کے جب دیں پہ کیا حملہ
کی دینِ محمدؐ کی تم نے ہی مسیحائی
تاریخ کے صفحوں پر افسانہ ہی بن پائے
وہ تخت کے شیدائی، وہ تاج کے سودائی
تم صلح کا پیکر ہو، تم امن کے رہبر ہو
تاریخِ حُدیبیہ کس شان سے دہرائی
اے ابنِ علیؑ کوئی ثانی نہیں دنیا میں
وہ فخرِ جہاں، نانا، ماں، باپ، بہن، بھائی
تم نور کے وارث ہو تم سے ہی منور ہے
وہ محفل کثرت ہو، یا عالم تنہائی
اس در پہ عظیمؔ اپنی پیشانی جھکاتا ہوں
جس در کی ملائک تک کرتے ہیں جبیں سائی

منتخب اشعار قصیدہ حضرت امام حسینؑ

حسینؑ انساں کی برتری ہے، حسینؑ معیارِ زندگی ہے
حسینؑ منشائے ایزدی ہے، حسینؑ معراجِ آدمی ہے
حسینؑ صابر، حسینؑ شاکر، حسینؑ طاہر، حسینؑ ناصر
حسینؑ دستورِ آدمیت، حسینؑ آئینِ زندگی ہے
حسینؑ رہبر، حسینؑ برتر، حسینؑ سرور، حسینؑ لشکر
حکومت وقت جس سے کانپی، حسینؑ تنہا وہ آدمی ہے
حسینؑ فاضل، حسینؑ عامل، حسینؑ عادل، حسینؑ کامل
حسینؑ ہے محرم مشیت، حسینؑ عرفان و آگہی ہے
حسینؑ افضل، حسینؑ اجمل، حسینؑ اکمل، حسینؑ مشعل
حسینؑ ہی نور کبریا ہے، حسینؑ ذہنوں کی روشنی ہے
حسینؑ عرفاں، حسینؑ ایماں، حسینؑ عترت، حسینؑ قرآں
حسینؑ ہے دین کی ضرورت، حسینؑ سرمایۂ نبیؐ ہے
حسینؑ قبلہ، حسینؑ کعبہ، حسینؑ تقویٰ، حسینؑ سجدہ
حسینؑ ہی دیں کا آسرا ہے، حسینؑ ایماں کی زندگی ہے
حسینؑ عظمت، حسینؑ طاقت، حسینؑ جرأت، حسینؑ ہمت
حسینؑ ہے عزم کا ہمالہ، حسینؑ دیوارِ آہنی ہے
حسینؑ عالی، حسینؑ والی، حسینؑ سے گر رہے تمسّک
عظیم معراجِ زندگی ہے، عظیمؔ معراجِ شاعری ہے

منتخب اشعار قصیدہ حضرت امام زین العابدینؑ

اہل دنیا نے نہیں سمجھا کہ کیا سجادؑ ہیں
صرف یہ سوچا، دل درد آشنا سجادؑ ہیں
سجدہ ریز، و سجدہ گر، سجدہ نما، سجادؑ ہیں
کربلا کے بعد سجدوں کی بقا، سجادؑ ہیں
دین کے ہر درد کی بیشک دوا، سجادؑ ہیں
مل گئی اسلام کو جن سے شفا،سجادؑ ہیں
کربلا تک دین کے مشکل کشا شبیرؑ تھے
کربلا سے دین کے مشکل کشا سجادؑ ہیں
فخرِ سجدہ، جانِ سجدہ، شانِ سجدہ بالیقیں
اب یہ سجدوں ہی سے پوچھو، اور کیا سجادؑ ہیں
ذہن انساں سوچ پائے، جس قدر بھی صبر کو
صبر کی منزل میں اُس سے بھی سوا سجادؑ ہیں
کربلا سے بن گئے جیسی ضرورت تھی جہاں
مصطفےٰؐ ہیں اور کہیں پر مرتضیٰؑ سجادؑ ہیں
لاکھ بحرِ غم میں آجائے نہیں کچھ غم عظیم
کشتیٔ ہستی کے تیری ناخدا سجادؑ ہیں

منتخب اشعار قصیدہ حضرت امام محمد باقرؑ

علم حق فہم و حق آگاہ و حق اظہار بھی ہے
عالم الغیب کی ہستی کا یہ اقرار بھی ہے
علم کا ایک منارا ہیں محمد باقرؑ
علم والے جو ہیں اس کا انہیں اقرار بھی ہے
نام بھی والدۂ ماجدہ کا فاطمہؑ ہے
یہ محمدؑ، پسرِ عابد بیمار بھی ہے
ان کے نانا جو ہیں شبرؑ تو ہیں دادا شبیرؑ
مجتمع ہر صفت حیدر کرارؑ بھی ہے
خطبۂ زینبؑ و سجادؑ کے سائے میں پلے
جرأت و عزم و شجاعت بھی ہے، ایثار بھی ہے
زندگی عِلم کی ترویج میں پوری گزری
عِلم کا نور ہر اک گام پہ ضوبار بھی ہے
باقر العلم انہیں اِس لیے حاصل ہے لقب
یہ ہے وہ ذات کہ جو محرم اسرار بھی ہے
علم والوں کا کروں ذکر ہمیشہ میں عظیمؔ
علم ہی جب مجھے مطلوب بھی، درکار بھی ہے

منتخب اشعار قصیدہ حضرت امام جعفر صادقؑ

صداقت کی امیں دنیا میں، بس نسل پیمبرؐ ہے
نہ کوئی ان کا ہمسر ہے، نہ کوئی ان سے بڑھ کر ہے
صداقت کو ہے جس پر ناز، جو اک جان باقرؑ ہے
مرا ممدوح ہے اور وارثِ علمِ پیمبرؐ ہے
اسی کی ذات پر خود ناز ہے صدق و صفا کو بھی
لقب اس کا ہے صادق، نام نامی اس کا جعفرؑ ہے
یہی ہے ناخدا دین محمدؐ کے سفینے کا
یہی انساں، چھٹا اسلام کی کشتی کا لنگر ہے
یہی بانی علوم دین کی تنظیم کے بھی ہیں
کہ تدوین فقہ کی ذمہ داری ان کے اوپر ہے
شریعت جس پہ نازاں ہے، طبابت فخر کرتی ہے
کہ ان کی ذات کیا ہے، علم وفن کا ایک دفتر ہے
طبیبِ روح بھی ہیں یہ، طبیبِ جسم بھی ہیں یہ
کوئی دنیائے طب میں کب بھلا ان کے برابر ہے
عظیمؔ اس در کی عظمت اور رفعت ہو بیاں کیسے
وہ ہے ممدوح اعلیٰ اور ادنیٰ یہ سخنور ہے

منتخب اشعار قصیدہ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ

ضبط جب پیکر انسان میں ڈھل جاتا ہے
اس کا کاظمؑ ہے لقب، اور وہ پھر موسیٰؑ ہے
ضبط نے اپنی جھکائی ہے جبیں اس در پر
ضبط، ایسا ہے کہ خود ظلم بھی شرمندہ ہے
مہد سے لحد تلک زیست طہارت میں ڈھلی
پیرہن، عدل ہے، انصاف ہے، اور تقویٰ ہے
وارثِ خُلقِ عظیم ہیں یہی، عظمت کی قسم
ان کا کردار، اک اخلاق کا آئینہ ہے
عالم و فاضل و عابد، یہ سخی ابنِ سخی
عہد میں ان کے، کہاں کوئی بھی ان جیسا ہے
'عبدِ صالح' کے لقب سے بھی انہیں کرتے ہیں یاد
زندگی زہد و عبادت کا اک آئینہ ہے
قید خانے میں بھی کرتے ہیں عبادت دن رت
کبھی قرآں کی تلاوت ہے، کبھی سجدہ ہے
ضبط سے کام ہمیشہ تجھے لینا ہے عظیمؔ
مدحِ کاظمؑ سے اگر تو نے بھی کچھ سیکھا ہے

منتخب اشعار قصیدہ حضرت امام علی رضاؑ

ہے جس پر فخر غربت کو وطن بھی جس پہ نازاں ہے
غریبوں کا غریب ایسا کہ جو شاہِ خراساں ہے
امامِ ہشتمِ عالی، خدا کے دین کا والی
یہ دسواں دین کے ایواں میں عصمت کا دبستاں ہے
ہیں ایسے عابد و زاہد ہیں ایسے قائد و راشد
عبادت فخر کرتی ہے قیامت ان پہ نازاں ہے
یہ سلطانِ عرب بھی ہیں یہ سلطانِ عجم بھی ہیں
یہی تو ذات ہے جو اہل حق کے دل کی سلطاں ہے
شہید کربلا سے صبر ورثے میں ملا اِن کو
رضاؑ بھی بولتا صبر و رضا کا ایک قرآں ہے
جہاں حالات نے موقع دیا تبلیغ کا دیں کی
وہیں پر دیں کی خاطر آپ کا کارِ نمایاں ہے
بقائے دیں کی خاطر آخرش پھر جان بھی دے دی
انہیں قربانیوں سے شمعِ دینِ حق فروزاں ہے
عظیمؔ اک بار تجھ کو پھر وہ اب مشہد میں بلوا لیں
کہ اک مدت سے تو بھی شاعر شاہِ خراساں ہے

منتخب اشعار قصیدہ حضرت امام محمد تقیؑ

مختلف قسم کے ہوتے ہیں جہاں میں بچپن
کہیں غربت کا ہے مارا، کہیں زر ہے بچپن
یہ درِ آلِ محمدؐ ہے یہاں پر ہر اک
صاحبِ علم ہے، اور اہلِ ہنر ہے بچپن
راہ بر، راہ نما، راہِ ظفر ہے، بچپن
اے رضاؑ ایسا فقط آپ کے گھر ہے بچپن
ان کے ہی وارث و والی کو تقیؑ کہتے ہیں
ان کا ہی دین محمدؐ کی سپر ہے بچپن
عمر ہو ۸ برس اور وہ بن جائے امام
ایسا دنیا میں کہیں کوئی دگر ہے بچپن
زہد و تقویٰ کا حقیقت میں نمونہ ہے حیات
یعنی کردار کا تابندہ قمر ہے بچپن
علم ہی علم ہے اور تقویٰ ہی تقویٰ ہے حیات
کہیں قرآں، کہیں تفسیر اثر ہے بچپن
کر دعا، خالق اکبر سے کہ کوئی بھی عظیم
نہ یتیمی میں گزارے جو سفر ہے بچپن

منتخب اشعار قصیدہ حضرت امام علی نقیؑ

جہاں میں اس کی پیدائش ہوئی ہے نقابت ناز جس پر کر رہی ہے
وہ جس کا نام نامی تو علیؑ ہے لقب جس کا زمانے میں نقیؑ ہے
یہی سر چشمہ عرفان و حکمت یہی جُود و سخا کی روشنی ہے
یہی صدق و صفا، مہر و وفا کا یہی خُلق و کرم کا اوج بھی ہے
یہی عزم و شجاعت کا نمونہ یہی میدانِ جرأت کا جری ہے
یہی شرم و حیا کے ہیں مبلغ یہی تفسیر بھی قرآن کی ہے
یہی ہے مصدرِ ایمان و ایقاں یہاں پر معرفت کی روشنی ہے
یہی ہے رہبر تحریکِ علمی یہی دربار علمِ و آگہی ہے
یہی ہے حاملِ اخلاقِ عالی یہاں پیغام امن و دوستی ہے
یہی دراصل ہے زہد مجسم یہی تو وارثِ امن و دوستی ہے
در علم نقیؑ کا فیض ہے سب عظیمؔ اپنی یہ جو کچھ شاعری ہے

منتخب اشعار قصیدہ حضرت امام حسن عسکریؑ

امام ایسا کہ جس کی زندگی حکمت ہی حکمت ہے
امام ایسا کہ اہلِ علم کو جس کی ضرورت ہے
امام ایسا کہ جس کا جانشیں قائم ہے حجت ہے
امام ایسا کہ جس کے صلب میں، قائم امامت ہے
امام ایسا کہ سجدہ ریز جس در پر شجاعت ہے
امام ایسا کہ نازاں جس پہ تقویٰ اور طہارت ہے
امام ایسا حقیقت میں جو رہبر عابدوں کا ہے
امام ایسا ہدیٰ ہے، اور جو فخر ہدایت ہے
امام ایسا مکمل فلسفے کا جس کو تھا عرفاں
امام ایسا کہ جس پر ناز فرما خود شریعت ہے
امام ایسا نماز و روزہ جس پر فخر کرتے ہیں
امام ایسا حقیقت میں جو خود فخر عبادت ہے
امام ایسا کہ صدر محفل دانشوراں کہیے
امام ایسا کہ جو بھی قول ہے وہ بیش قیمت ہے
امام ایسا کہ وجہ اہتمام فتح مندی ہے
کہ اس کا لال گویا غلبہ دیں کی بشارت ہے

منتخب اشعار قصیدہ حضرت امام محمد مہدیؑ

الٰہی ان کے دلوں میں قائم بھلا یہ کب تک گماں رہے گا
جو سوچتے ہیں امام کس طرح تاقیامت جواں رہے گا
رہے زمیں پر کہ یا فلک پر بغیر قید مکان رہے گا
امام تو ہے امام آخر، امام ہے وہ جہاں رہے گا
امام چاہے نہاں رہیگا، امام چاہے عیاں رہے گا
امام ہے محرمِ مشیت، امام حق کی زباں رہے گا
یہ فیصلہ حق کا فیصلہ ہے اسے کوئی کیا بدل سکے گا
نہ جب تک آجائے گی قیامت ہمارا مولا نہاں رہے گا
امامِ ارض وسما کے دم سے جہاں میں سب کچھ رہے گا قائم
رہیں گے جب تک بھی غیب میں وہ زمین اور آسماں رہے گا
کوئی بھی ہے انتظار کی حد، قریب ہے زندگی کی سرحد
بتائیں مولا کہ اور کب تک ہمارا یہ امتحاں رہے گا
عقیدتوں کے شجر ہوئے جا رہے ہیں بے برگ و بار مولا
بہار بن کر اب آہی جائیں، نہیں تو دورِ خزاں رہے گا
عظیم انساں کی رہبری کا فلک پہ دین خدا کے اب تک
یہ آخری آفتاب ہے جو، اب حشر تک ضوفشاں رہے گا

شکریہ

10 اکتوبر 2020ء تقریباً دوپہر دو بجے ڈاکٹر عظیم امروہوی اس عالمِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ اس خبر کو پوری دنیا تک پہنچانے میں میڈیا نے اہم کردار ادا کیا۔ خاص طور سے الیکٹرونک میڈیا نے دنیا کے کونے کونے میں غروب آفتاب سے قبل اس آفتاب کے غروب ہونے کی افسوس ناک خبر کو پہنچا دیا۔

دنیا کے مختلف خطوں، برصغیر کے متعدد شہروں اور پوری دنیا چاہے وہ مشرقی دنیا ہو یا مغربی دنیا بالخصوص امریکہ، کنیڈا، جرمنی، سعودی عرب، دوبئی، انگلینڈ میں جو تعزیتی اجلاس اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں جو مجالس غم کا انعقاد ہوا اس کو عوام الناس تک پہنچنے میں سبھی اخبارات نے جو تعاون دیا، ہم اس کے لیے ان سبھی کے شکر گزار ہیں۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ڈاکٹر عظیم امروہوی صاحب کے انتقال پر تقریباً ہر ہفتہ، اتوار اور شب جمعہ میں ملک و بیرون ملک کے نامور علماء کرام نے آن لائن مجلس کو خطاب کیا۔ جن میں خصوصی طور سے مولانا وصی حسن خاں، مولانا شہنشاہ حیدر نقوی (پاکستان)، مولانا علی رضا رضوی (لندن)، مولانا حمید الحسن صاحب لکھنؤ، مولانا نعیم عباس صاحب، کیپٹن سراج مہدی، پروفیسر ناشر نقوی، ڈاکٹر نیر جلالپوری وغیرہ کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ ان کے علاوہ ہندوستان کے ان تمام ثقافتی، علمی، ادبی اداروں کا بھی شکریہ کہ جنھوں نے دعائیہ جلسہ اور قرآن خوانی، بزم مسالمہ، نعتیہ محفل وغیرہ کا اہتمام کیا۔

خانوادۂ عظیم امروہوی

سوگواران

مہران امروہی   افنان امروہی

تقی رَضا